راہِ حق

مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، عاشقِ رسول، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۰ پاکستان

30/z

راہِ حق

تصنیف لطیف

مجددِ مسلکِ اہل سنّت

فاضل جلیل حضرت علامہ مولینا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ـــ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	راہ حق
مصنف	مجدد مسلک اہل سنت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
اشاعت	جولائی 2003ء
تعداد	تین ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z120
قیمت	[redacted] روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بکلمہ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض وہابی دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا اور یا رسول اللہ اور یا غوث کہنے والا مشرک و بدعتی ہے، ان کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائی جائے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا امّا بعد

بلاشک وشبہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا اور حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بکلمہ یا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا اور حضرت غوث اعظم کو یا غوث کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ بعض مولویوں کا اسے شرک کہنا بالکل غلط اور جہالت و گمراہی ہے۔ جواب بالترتیب حاضر ہے۔

(۱) فرمانِ الٰہی ہے "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (القرآن) ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر، اے ایمان والو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ بھیجو! اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے مسلمان اس حکمِ الٰہی کی تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھ کر کرتے ہیں صَلُّوْا کے حکم کی تعمیل اَلصَّلٰوۃُ اور سَلِّمُوْا کی تعمیل اَلسَّلَامُ اور عَلَیْہِ کی تعمیل عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سے کرتے ہیں گویا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا اس حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے۔ اگر اس آیۂ کریمہ کی تعمیل نماز میں پڑھے جانے والے درودِ ابراہیمی یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ سے کی جائے تو آیت کی پوری تعمیل نہیں ہوتی کیونکہ درودِ ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے جس سے صَلُّوْا کی تعمیل ہوتی ہے وَسَلِّمُوْا کی نہیں ہوتی اور آیۂ کریمہ میں صلوٰۃ و سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا آیۂ کریمہ کی پوری تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سے خوب ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں درودِ ابراہیمی تعلیم فرمایا، تو بے شک نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ درودِ ابراہیمی تعلیم فرمایا مگر نماز میں پڑھنے کے لیے، اور نماز میں ہم اور دوسرے سب مسلمان بھی یہی درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ یہ درود شریف نماز کے ساتھ خاص ہے چنانچہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیِ	کہ ایک شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ	وَسَلَّمَ کی خدمت میں آیا اور حضور
عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	کے آگے آکر بیٹھ گیا اور کہا کہ یا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْكَ	رسول اللہ صلّی اللہ علیک وسلم، سلام کو تو
فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ	ہم نے خوب سمجھ لیا ہے کہ (نماز میں
اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی	کیسے پڑھنا چاہیئے) اب یہ فرمائیے
اللّٰہُ عَلَیْكَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ	کہ جب ہم آپ پر درود پڑھیں اپنی
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی	نمازوں میں تو کیسے پڑھیں؟ حضرت
اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْئَلْہُ	ابو مسعود رضی فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ

فَقَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ (مسند امام احمد جلد ۴ ص ۱۱۹ وجلاء الافہام ابن قیم ص ۵)

علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ محبوب جانا کہ وہ سوال ہی نہ کرتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم درود پڑھو مجھ پر (نماز میں) تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

صححہ ابن حبان قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم واخرج ایضا احمد وابن خزیمۃ ودارقطنی و بیہقی ان ھٰذہ الالفاظ المرویۃ مختصۃ بالصلوٰۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی :

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

یارسول اللہ ہم آپ پر نماز میں کیسے درود پڑھیں فرمایا تم کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ

(جلاء الافہام ابن قیم ص۱۶)

پہلی حدیث میں جملہ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا اور دوسری حدیث میں جملہ فی الصَّلٰوۃِ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کے متعلق پوچھا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ درود شریف ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانی جن سے ان کے دوسرے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اس طرح مدد (جو کہ ان کے نزدیک شرک ہے) مانگتے ہیں :

شیخ سنت مددے   قاضی شوکاں مددے

وہ علامہ شوکانی بھی اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین کے صفحہ ۱۳۲ پر فرماتے ہیں :

وَفِيْهِ تَقْيِيْدُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ، فَيُفِيْدُ ذٰلِكَ اَنَّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ الْمَرْوِيَّةُ

اور اس (حدیث) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں درود پڑھنا مقید کیا گیا ہے۔ پس یہاں سے یہ

مُخْتَصَّةٌ بِالصَّلٰوةِ وَ اَمَّا خَارِجَ الصَّلٰوۃِ فَبِحُصِلُ الْاِمْتِثَالُ بِمَا يُفِيْدُهٗ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى (اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ)	فائدہ حاصل ہُوا کہ یہ (درودِ ابراہیمی کے) الفاظ جو مروی ہیں یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہیئے جس سے آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ کی پوری تعمیل ہو جائے (یعنی اس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں)

چنانچہ دنیا بھر کے علماء و محدثین نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھتے ہیں جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوتے ہیں اور نماز میں اس لئے حضور پُر نور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی جس میں صرف صلوٰۃ کا ذکر اور جس سے صرف صَلُّوْا کی تعمیل ہوتی ہے کہ نماز میں چونکہ وَسَلِّمُوْا کی تعمیل اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سے ہو جاتی ہے، لہٰذا فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ پڑھ کر صَلُّوْا کی تعمیل کر لیا کرو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اکابرین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حدیث شریف لکھا کرتا تھا اس میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظِ صلوٰۃ تو لکھتا مگر لفظ سلام نہ لکھتا تھا۔

فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِيْ اَمَا تُتِمُّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فِيْ كِتَابِكَ فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذَالِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ (احیاء العلوم صفحہ ۳۱۹/۱)	تو میں نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی کتابت میں مجھ پر پورا درود کیوں نہیں لکھتے، پس اس کے بعد میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ صلوٰۃ اور سلام دونوں کہتا۔

الحمدللہ کہ اہلِ سنت و جماعت اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھ کر آیۂ کریمہ کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔

حضور اکرم تاجدارِ عرب و عجم نورِ مجسم رحمۃ للعالمین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے روضۂ اقدس پر صبح و شام یہی درود شریف اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھا جاتا ہے۔

وہاں پر بھی آیۂ کریمہ کی تعمیل اسی درود سے ہی ہوتی ہے، جو اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں ان سے پوچھا جائے کیا وہاں صبح و شام شرک ہوتا ہے؟ اور کیا روضۂ اطہر پر اس درود شریف کو پڑھنے والے لاکھوں خوش نصیب مسلمان سب مشرک ہیں؟

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ روضۂ اطہر پر یہ درود شریف پڑھنا شرک نہیں ہے، یہاں شرک ہے، افسوس کہ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ شرک تو شرک ہی ہوگا خواہ وہ کسی مقام پر کیا جائے۔ جب وہاں شرک نہیں تو یہاں بھی نہیں اور اگر یہاں شرک ہے تو وہاں بھی شرک ہوگا حقیقت یہ ہے کہ یہ درود شریف پڑھنا نہ یہاں شرک ہے اور نہ وہاں شرک ہے مگر چوں کہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ ہر کارِ خیر کو شرک کہہ دیا کرتے ہیں لہٰذا اس درود شریف کے پڑھنے کو بھی اگر یہ شرک کہیں تو کیا تعجب ہے؟

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ ۱۲۴ پر فرماتے ہیں:

وبعدہٗ فریضۂ نماز بگزارد وچوں سلام و ہدیہ اوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہر یک از ان کلمہ بودہ است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت وصفائی آں مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد۔

یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے کہ وہ ایک ہزار چار سو ولیِ کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک ولی کی اس کے ایک ایک کلمہ سے ہوئی ہے جو حضوری کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے اس کی برکت و صفائی کا مشاہدہ کرے گا، اور چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا اور فیض یاب ہوگا

اور اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اوراد فتحیہ وہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے تو وہاں ان کو حضور سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کو اوراد فتحیہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کے ارشاد سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) جو شخص ہر روز اوراد فتحیہ کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لے وہ چودہ سو کامل اولیاء کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(۲) حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس اوراد فتحیہ کے پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

اور اسی اوراد فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ — اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ — اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ — اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر اس درود شریف کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ اور کیا شاہ ولی اللہ صاحب شرک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں؟ جو فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو چودہ سو اولیاء اللہ کی ولایت سے حصہ ملے گا۔

کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور شاہ ولی اللہ صاحب جو ان اوراد کو پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں، جس میں یہ درود شریف ہے، کو شرک کا علم نہیں تھا، آج کل کے یہ مولوی کیا شرک کو ان سے زیادہ جانتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے مولویوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے جنھوں نے اس قسم کے فتوے دے کر مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کر دیا ہے، اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی جو کہ اشرف علی تھانوی اور محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے پیر و مرشد ہیں اور جن کے متعلق جناب اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں اللہ کی حجت ہیں، وہ حاجی صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب کے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں کہ جس کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت مبارک کا شوق ہو وہ:

بعد نماز عشار با طہارت کامل وجامہ نو و
استعمال خوشبو باادب تمام روبسوئے
مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جناب قدس
حقیقت محمدی برائے حصولِ زیارت
جمالِ مبارک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و دل
را از جمیع خطرات خالی کردہ صورتِ
آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بہ لباس بسیار سفید و عمامہ سبز و
چہرہ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
راست، الصلوٰۃ والسلام علیک یا
حبیب اللہ چپ، الصلوٰۃ والسلام
علیک یا نبی اللہ، در دل ضرب کند
وایں درود شریف را ہر قدر کہ تواند پے
در پے تکرار کند انشاء اللہ تعالیٰ
بہ مطلوب خواہد رسید۔

عشا کی نماز کے بعد پاک وصاف کپڑے پہن
کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منوّرہ کی سمت
منہ کر کے بیٹھے اور بارگاہِ الٰہی میں حضور
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جمالِ مبارک
کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خیالات
وساوس سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ
حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بہت
ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے
کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرہ میں
جلوہ افروز ہیں اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام
علیک یا حبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ والسلام
علیک یا نبی اللہ کی ضربیں لگائے اور جس
قدر ہو سکے اس درود شریف کو پے در پے
پڑھے بار بار انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اور یہی حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ عالم امر مقید بہ جہت طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

(امداد المشتاق صفحہ ۵۹)

کیا فرماتے ہیں دیوبندی مولوی صاحبان حضرت حاجی صاحب کے بارے میں جو یہ فرما رہے ہیں کہ اس درود شریف کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر اس درود شریف کو پڑھے اس کو حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت

ہو جائے گی۔

اگر یہ درود پڑھنا شرک اور پڑھنے والا مشرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی؟ اور جو شرک و بدعت کو جائز قرار دے کر اس کے کرنے کا حکم دے وہ کون ہوا؟ اب فیصلہ ان ہی مولویوں پر ہے یا تو پیر صاحب پر بھی فتوے جاری کردیں یا خود اپنے فتویٰ شرک سے سچی توبہ کر کے اس درود شریف کو جائز قرار دے کر پڑھنا شروع کردیں۔

اور سنیئے اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا ارشاد:

فرمایا کہ "یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔"

(شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص۱۸)

لیجئے اور سنیئے! اپنے مرکز دائرۃ التحقیق شیخ الہند حسین احمد ٹانڈوی (مدنی) صاحب کا ارشاد! فرماتے ہیں:

"چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب ص۶۵)

ایک اور بھی اپنے رأس المحدثین محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کی سن لیجئے، فرماتے ہیں:۔

"بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یانبی اللہ وغیرہ کے الصلوۃ والسلام علیک یانبی اللہ الصلوۃ والسلام علیک یانبی اللہ اسی طرح آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔" (فضائل درود شریف ص۲۸)

دیوبندی حضرات کے ان بزرگوں نے تو ان پر سخت مُصیبت قائم کردی یہ عبارتیں ان کے حق میں ایسی ہیں جیسے "سانپ کے منہ میں چھچھوندر" جو نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے۔

اب اگر وہ اس درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو شرک و بدعت کہیں تو اُن کے اپنے بھی اس کی زد میں آکر مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں اور نہ کہیں تو اُن کے مسلک و مزاج کے خلاف ہے۔ نہایت پریشانی کے عالم میں ہیں، بقولِ شاعر ؎

آگ دی صیّاد نے جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہوا دینے لگے

کاش! آج کل کے دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے ان ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خود الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے مگر انہوں نے اس درود شریف کے پڑھنے کو شرک بدعت کہہ کر اپنے بڑوں کو مشرک و بدعتی بنا ڈالا، اور دوسری طرف دنیا کے کروڑوں سچّے مُسلمانوں کو بھی مشرک و بدعتی قرار دے دیا اور آپس میں لڑایا۔

علامہ ابن قیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں جن کو یہ دیوبندی مولوی بھی امام مانتے ہیں اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرتسر کے صفحہ ۲۶۰ پر فرماتے ہیں کہ "ابوبکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے، ابوبکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

فَقُلْتُ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ تَفْعَلُ ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ وَاَنْتَ وَجَمِیْعُ مَنْ بَغْدَادٍ یَتَصَوَّرُ اَنَّہٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِیْ فَعَلْتُ بِہٖ کَمَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِہٖ وَذَالِکَ اَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْہِ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ	تو میں نے عرض کی اے میرے آقا آپ نے شبلی کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصور کرتے ہیں (ابوبکر بن مجاہد نے) فرمایا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت

فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَفْعَلُ ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ؟ فَقَالَ ھٰذَا یَقْرَءُ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ وَیَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ!

شبلی آئے اور حضور سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کی یارسول اللّٰہ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز بعد پڑھتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ۔ آخر سورۃ تک۔

اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ (اس وجہ سے ہم نے اس پر شفقت فرمائی ہے ۔")

قارئین کرام غور فرمایا آپ نے کہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ کے بعد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ (یَارَسُوْلَ اللّٰہِ) پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے کیسی رحمت و شفقت فرمائی کہ اس کے لیے قیام فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمالِ مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا، اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا مشرک و بدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں معلوم ہوا کہ یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ شفقت و رحمت فرماتے ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں رہتے تھے۔

توجہ: اس درود شریف کے پڑھنے کو جو شرک کہا جانے لگا ہے اس کو شرک ثابت کرنے کے لیے اس کی دو ۲ وجہیں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس میں عَلَیْکَ آتا ہے اور وہ خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب اس کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو اور سنتا ہو، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نہ تو سامنے موجود ہیں اور نہ سنتے ہیں لہٰذا یہ شرک ہے اور دوسری وجہ یہ کہ اس میں یا حرفِ ندا آتا ہے اور غیر اللہ کو ندا کرنا شرک ہے۔

اس کا **جواب** یہ ہے کہ اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ پانچوں وقت نماز میں بھی شرک ہوتا ہے اور نماز پڑھنے والے سب کے سب مشرک ہیں، کیوں کہ ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی تو یا حرفِ ندا محذوف اور خطاب کا صیغہ عَلَیْکَ موجود ہے لہٰذا جو لوگ اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ نماز کو بھی شرک کہہ دیں اور غالباً وہ دیوبندی وہابی مولوی بھی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ہی پڑھتے ہوں گے تو وہ بھی مشرک ہوئے ؎

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں — لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ نماز میں پڑھنا محض حکایۃً نہیں، بلکہ انشا ہے اس میں حضور صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ پر سلام مقصود ہے۔ چنانچہ درمختار صـ۳۵۴ میں ہے کہ :

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیْهَا	تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد
مُرَادَةً لَّهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَاءِ کَاَنَّهٗ یُحَیِّی	ہونے کا ارادہ کرے انشا کے طور پر گویا
اللهَ وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَعَلٰی	کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے
نَفْسِهٖ وَاَوْلِیَآءِهٖ لَا الْاِخْبَارُ	نبی صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ پر اور اس کے
عَنْ ذَالِكَ ذَكَرَهٗ فِی الْمُجْتَبٰی	اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے
	اخبار کا ارادہ نہ کرے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یوں فرمایا :

اَیْ لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِكَایَةَ	کہ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّی اللهُ	اَیُّهَا النَّبِیُّ میں واقعہ معراج
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَّبِّهٖ سُبْحَانَهٗ	کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے۔
وَمِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ	(ردالمختار صـ۳۵۸)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کے بیان میں فرماتے ہیں :

و نیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین	کہ حضور صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مومنوں
مومناں و قرۃ العین عابداں است	کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک
در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در	ہیں تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں میں
حالت عبادت و آخر آنکہ وجود نورانیت	یں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس
و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است	مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ
و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت	قوی تر ہوتا ہے اس لئے بعض عارفین نے
سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات	فرمایا ہے کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی

وافراد ممکنات پس آں حضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلّی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب و اسرارِ معرفت تنور و فائز گردد۔
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۲)

اس لیے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ موجودات کے ذرّے ذرّے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے پس حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو، تاکہ نور و معرفت کے اسرار سے منوّر اور کامیاب ہو جائے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رح التحیات کے بیان میں فرماتے ہیں:

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلْیُصَدِّقْ اَمَلَكَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْكَ مَا ھُوَ اَوْفٰی مِنْہُ۔
(احیا العلوم ص ۱۰۷)

کہ اے نمازی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی پڑھنے کے وقت حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اپنے دل میں حاضر کرکے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی صورتِ مبارکہ کا تصور دل میں جما کر السلام علیک ایہا النبی عرض کر اور یقین جان کر یہ سلام حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پہنچ رہا ہے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس کا جواب وافی اپنی شان کریمہ کے لائق فرماتے ہیں۔

قطب ربّانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رح فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیْ خَوَاصْ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے شارع (حقیقی) نے تعدہ تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف

التَّشَهُّدِ لِيَتَنَبَّهَ الْغَافِلِيْنَ فِيْ جُلُوْسِهِمْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى شُهُوْدِ نَبِيِّهِمْ فِيْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللهِ اَبَدًا فَيُخَاطِبُوْنَهُ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً۔

(کتاب المیزان مطبوعہ مصر) ص ۱۴۵

اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں اُن کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

اس عبارت میں شُهُوْدِ نَبِيِّهِمْ فِيْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ (نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بارگاہِ ایزدی میں جلوہ گر ہونا) اور فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللهِ اَبَدًا (نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بارگاہِ الٰہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے) اور فَيُخَاطِبُوْنَهُ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً (نمازی بالمشافہ یعنی حضور کے رُوبرو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں) خاص طور پر قابلِ غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں، ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کور باطن کا یہ کہنا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے۔ خود حضور بارگاہ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے کیسی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے؟ بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور خیالِ خام کو قبول کر سکتا ہے۔

اسی مضمون کو تشہد کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حسبِ ذیل ایمان افروز عبارت میں ارقام فرمایا ہے۔

وَيُحْتَمَلُ اَنْ يُّقَالَ عَلٰى طَرِيْقِ اَهْلِ الْعِرْفَانِ اَنَّ الْمُصَلِّيْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَكُوْتِ بِالتَّحِيَّاتِ اُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِيْ حَرِيْمِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

اہلِ عرفان کے طریقے پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انھیں حی لایموت (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ان کی آنکھیں فرحت

نَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ	مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انھیں
نَبَّهُوْا عَلٰی ذَالِكَ بِوَاسِطَةِ	اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی
نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ بَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ	میں انھیں یہ جو شرف باریابی حاصل ہوا
فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ	ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا	کی برکت متابعت کا طفیل ہے نمازیوں
عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ	نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ	خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب
بَرَكَاتُهٗ ۔	کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی
(فتح الباری جلد ثانی مطبوعہ مصر	میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر
صـ۲۵۰)	ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے
	ہی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ
	اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہتے ہوئے حضور علیہ السلام
	کی طرف متوجہ ہوئے ۔

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صـ۱۱۱، اور مواہب اللدنیہ جلد ثانی صـ۳۲۰، زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صـ۳۲۹، زرقانی شرح موطا امام مالک جلد اول صـ۱۷۱، سعایہ جلد ثانی صـ۲۲۷، فتح الملہم جلد ثانی صـ۱۴۳ اوجز المسالک جلد اول صـ۲۶۵ پر بھی بعینہا مرقوم ہے۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لئے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کر لیا مَنْ شَاءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا۔ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صـ۵۹ مصنفہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی)

مقام غور ہے کہ ان تمام محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی و امام قسطلانی و امام بدرالدین عینی و امام زرقانی وحجۃ الاسلام امام محمد غزالی وشیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالٰی حتی کہ سرگروہ منکرین صاحب فتح الملہم واوجز المسالک سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ۔ یعنی جب نمازی دربار الٰہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرم حبیب میں حاضر پاتا ہے اور فوراً عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا انہوں نے حاضر کے معنی غائب اور

اثبات کے معنیٰ نفی سمجھ لیے۔ یہ ان کی اپنی شومئی قسمت اور کور باطنی ہے کہ انھیں کسی نماز میں حرم حبیب کی حاضری اور جمال حبیب کے مشاہدہ کی سعادت ہی نصیب نہ ہوئی۔

سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی قرار دینے والے "مولوی صاحبان" نہیں معلوم ان اکابر حضرات کے بارے میں کیا کہیں گے جو یہ فرما رہے ہیں۔ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ اقدس میں جب سلام عرض کرو تو یہ عقیدہ رکھو کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حاضر و ناظر ہیں اور ہمارا اسلام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حضور پیش ہو رہا ہے۔

یہ محدثین حضرات تو بہت بڑے بڑے ائمہ ہیں، اسلامی دنیا میں ان کا مقام اہل علم سے مخفی نہیں خود غیر مقلدین کے امام جناب نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:-

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر قوی تر است وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد آرے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۵۹)

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت وانکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لئے بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے پس حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں نمازی کو چاہیئے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

؎ عشق کی راہ میں قرب و بعد نہیں
میں آپ کو ظاہراً دیکھتا اور دعا کرتا ہوں۔

لیجئے نواب صاحب نے تو شرکوں کے انبار لگا دیے۔ فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات، بلکہ ہر ذرہ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قربِ نور اور معرفت کے اسرار سے منور ہو، ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

الغرض ہر طرح یہ ثابت ہو گیا کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بے شمار سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا دینے کے مترادف ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے درودِ ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ورنہ ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول ہیں منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کریں گے تو ان کے لیے وہ ناجائز ہو گی جس طرح ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں اس کا کھانا جائز ہے، اسی طرح ہر وہ درود جو شریعت میں منع نہیں اس کا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا مطلق ہے۔ اور صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا میں صلوٰۃ اور سلام مطلق ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں وہ جائز ہے کیا کوئی مولوی یا مفتی ایسا ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درود شریف (الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ) سے منع فرمایا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کی تائید ملتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

چنانچہ ابن ابی فدیک رضی اللہ عنہ (جن کے متعلق ملّا علی قاری اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں واحتج بہ اصحاب الکتب الستۃ) فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ اَدْرَکْتُ یَقُوْلُ	میں نے بعض ائمہ حدیث سے سنا ہے
بَلَغَنَا اَنَّہٗ مَنْ وَّقَفَ عِنْدَ قَبْرِ	فرماتے تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاٰیَۃَ ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ تَقُوْلُھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً نَادَاہُ مَلَکٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ وَلَنْ تَسْقُطَ لَہٗ حَاجَۃٌ۔
(شرح شفا للقاری ص ۱۵۱/۲
زرقانی علی المواہب ص ۳۰۷/۸)

شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ آخر تک پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔

علامہ علی بن برہان الدّین حلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب کسی حاجت کے لیے صحرا و جنگل میں تشریف لے جاتے :

فَلَا یَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (سیرت حلبیہ ص ۳۶۱/۱)

تو آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ کہتا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

علامہ امام شہاب الدّین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْ تَحِیَّتِہٖ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ص ۴۵۴/۳)

منقول ہے کہ صحابہ کرام دربار رسالت میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے تھے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

علامہ امام محمد بن عبد الباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اِنَّہٗ وَرَدَ فِیْ عِدَّۃِ طُرُقٍ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ اِنَّھُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۳۳۱)

کہ بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت (صلوٰۃ کے الفاظ) یوں کہتی تھی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔

بیہقی شریف میں ہے صحابۂ کرام نے عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یارسول اللہ ہم اپنی نمازوں میں آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ پر اللہ کی صلوٰۃ ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ الخ
(بیہقی شریف ص ۸۲/۲)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ نماز میں درودِ ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم ہے اور دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کے بھی نماز کے علاوہ الفاظ صلوٰۃ یہ ہوتے تھے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے روضۂ اطہر پر لے جانا اور عرض کرنا یارسول اللہ! آپ کا یارِ غار ابوبکر صدّیق حاضر ہے۔ چنانچہ جب آپ کا جنازہ روضۂ اقدس پر لایا گیا تو صحابۂ کرام نے بایں الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ! یہ ابوبکر دروازہ پر حاضر ہیں، فوراً دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر شریف سے آواز آئی اُدْخِلُوْا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ (تفسیر کبیر ص ۴۷۵/۵)

ان روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ظاہری زمانہ پاک میں بھی بصیغۂ خطاب وندا صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا۔ لہٰذا بدعت نہ ہوا آخر میں مسلمان بھائیوں سے پُرزور اپیل ہے کہ ان مشرک ساز مولویوں کے چکّر میں نہ آئیں بلکہ نہایت ذوق وشوق، الفت ومحبت سے اس درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ کو خوب پڑھیں اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز ہوں

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ندائے "یارسول اللہ"!

صَلَّی اللّٰہُ علیکَ وَسَلَّم

نعرۂ رسالت لگانا اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو "یارسول اللہ" کہہ کر پکارنا جائز اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (قرآن مجید پارہ ۹) میرے حبیب فرما دیجیے کہ اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیۂ کریمہ میں غور کیجیے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے انسانوں کو یا کہہ کر خطاب فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس خطاب کے مخاطب کون ہیں؟

کیا مخاطب مکہ مکرمہ کے وہ چند افراد ہیں جو اس وقت آپ کے سامنے تھے، اگر جواب "ہاں" ہو تو پھر کہنا پڑے گا کہ آپ انھیں کی طرف رسول بن کر آئے تھے اور آگے جو حکم ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (الآیہ) کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر یہ بھی انھیں کے لیے تھا، نہیں نہیں بلکہ یہ خطاب دنیا کے تمام انسانوں کو ہے جو قیامت تک ہونے والے ہیں کیونکہ یہ خطاب عام ہے اور لفظ جَمِیْعًا اس پر قرینہ عموم ہے جیسا کہ مفسرین حضرات کا اس پر اتفاق ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے تمام انسانوں کو جو قیامت تک ہونے والے تھے یا کہہ کر پکارا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (قرآن پارہ ۱۷) پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے۔

اس حکمِ الٰہی کو سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور کھڑے ہو کر

چاروں طرف پکارا یَآ اَیُّھَا النَّاسُ! اے لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کو آؤ!
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز ہر ایک روح نے جو ماں باپ کے اصلاب و ارحام میں تھی،
سن لی جس کی تقدیر میں حج تھا اس کی روح نے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہا۔

(مدارك وخازن ص۲۸۶/۳)

غور فرمائیے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو یا کہہ کر پکارا حالانکہ وہ تمام انسان آپؑ کے پاس حاضر تو کیا بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور لطف یہ کہ آواز تمام روحوں نے سن لی حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں کو حج کے لیے یا کہہ کر پکارا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو اپنی رسالت کے لیے یا کہہ کر پکارا جس نے خلیل اللہ علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا وہ حاجی ہوا اور جس نے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا وہ مومن ہوا۔

اب پوچھیے ان مولویوں سے جو کہتے ہیں کہ یا کہہ کر صرف حاضر کو پکارا جاتا ہے جو حاضر نہ ہو اس کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے، اے مولویو! بولو کیا قیامت تک ہونے والے تمام انسان حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر تھے یا غائب؟ اگر کہیں کہ حاضر تھے تو ان سے پوچھیے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، وہ حاضر کس طرح تھے؟ اور اگر کہیں کہ غائب تھے تو پھر پوچھیے کہ غائبوں کو یا کہہ کر پکارنا تو تمہارے مذہب میں شرک ہے تو کیا پھر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور خلیل اللہ علیہ السلام نے شرک کیا تھا اور ان کو اللہ نے شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو:

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ	مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے
وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ	اور بچے اور خادم گلیوں میں متفرق ہو گئے
یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا	اور سب کے سب ندا کرتے یعنی نعرے لگاتے
مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صحیح مسلم شریف ص۴۱۹/۲)	تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ خوشی کے وقت نعرۂ رسالت یعنی یا محمد یا رسول اللہ لگانا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ پاک اور آپ کی موجودی میں لگایا گیا دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو یا کہہ کر پکارنا شرک نہیں، اگر شرک ہوتا تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرض تھا کہ انھیں منع فرما دیتے اور شرک سے بچاتے۔

بلکہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک نابینا صحابی کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔ (ابن ماجہ، نسائی، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابن خزیمہ، طبرانی)

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ نبی رحمت ہیں یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی! حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا صحابی نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی)

اس حدیث مبارک میں ادنیٰ سا غور کرنے سے معلوم ہوگا حدیث مبارک کے تین حصے ہیں۔ حصہ اوّل میں حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ مبارکہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے۔ حصّہ دوم میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہ حرفِ ندا یا محمد کہہ کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! حضورؐ آپ کے وسیلے سے اللہ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی ہے تاکہ پوری ہو، حضور آپ بھی ازراہِ کرم ذرا سفارش فرما دیں۔ حصّہ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا ہے کہ اے اللہ! ہماری اس حاجت کے سلسلہ میں حضور کی شفاعت قبول فرما

اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ وہ دعا ہے جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی۔ اب ان مولویوں سے پوچھیے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے مانگنا اور حضور کو یا کہہ کر پکارنا، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شفیع ماننا اگر شرک و بدعت ہے تو کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے صحابی کو شرک و بدعت کی تعلیم دی تھی؟ اور کیا وہ صحابی شرک و بدعت کے مرتکب ہوئے تھے؟ (معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خود یہ تعلیم فرمائی ہے کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلہ سے مانگو، اور ہمیں یارسول اللہ کہہ کر ہماری شفاعت طلب کرو! اب دیکھئے صحابۂ کرام تابعین عظام ائمۂ علماً، اولیاء مومنین کا عمل اس بارے میں کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص امیر المومنین کے دربار میں اپنی کوئی حاجت لے کر حاضر ہوا، امیر المومنین نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا، اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں محتاج ہوں مگر امیر المومنین میری طرف التفات نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو! اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ الخ (وہی دعا جو اوپر گزری ہے) اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نماز کے بعد یہی دعا پڑھی اور پھر امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہایت شفقت و محبت سے بلا کر اپنے پاس قالین پر بٹھایا اور ان کی التجا سنی، اور ان کی حاجت روائی کی اور فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو! اس کے بعد وہی صاحب حضرت عثمان بن حنیف کے پاس حاضر ہوئے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے امیر المومنین کے پاس میری سفارش فرمائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر نہایت مہربانی فرمائی ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا قسم خدا کی میں نے آپ کی کوئی سفارش امیر المومنین کے پاس نہیں کی بلکہ یہ اس دعا کی برکت ہے جو میں نے آپ کو بتائی تھی کہ بعد نماز اسے پڑھنا، کیونکہ یہی دعا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے میرے سامنے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب اس نابینا

نے نماز کے بعد اس دُعا کو پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا (معجم طبرانی)

چنانچہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'عمل الیوم واللیلہ' میں اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب اور ان جیسے دیگر بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ آج بھی اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آوے تو دو رکعت نماز کے بعد یہی دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے گا (مجرّبات عزیزی) اور یہ اسی صحابی کے لیے نہ تھی، بلکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی امّت کے ہر حاجت مند کے لئے اس کا پڑھنا جائز ہے اور اور بہت ہی باعثِ رحمت و برکت ہے۔

دیکھئے اس میں وسیلہ بھی ہے اور ندائے یا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی ہے اگر یہ دُعا شرک و بدعت ہوتی تو کیا امام جلال الدین سیوطی و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب شرک و بدعت کے کرنے کا حکم فرما رہے ہیں؟ اور کیا ان کو شرک و بدعت کا زیادہ علم تھا یا آج کل کے شرک و بدعت ساز مولویوں کو زیادہ علم ہے؟

امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کا پاؤں سو گیا' انھوں نے یا محمداہ کہا اسی وقت اچھا ہو گیا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۶)

اور امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کہ اگر کسی کا پاؤں سُن ہو جائے تو وہ کیا کہے، پھر یہ حدیث لکھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ رضؓ فَقَالَ لَہٗ رَ[illegible] ذْ[illegible] بَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ (الادب المفرد ص۱۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے اُن سے کہا کہ اس کو یاد کرو جو تمھیں سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔ عبداللہ نے کہا یا محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

گویا امام بخاریؒ نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے یہ قانون بنا دیا کہ جب بھی

کسی کا پاؤں سو جائے تو وہ یا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ) کہے، پاؤں ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ حضورؐ کے جلیل القدر صحابی نے ایسا کیا۔ کیا امام بخاری کو شرک و بدعت کا علم نہیں تھا؟ اگر "یا رسول اللہ" کہنا شرک ہوتا، تو امام بخاری کبھی یہ قانون نہ بناتے اور یہ امر ان دونوں صحابیوں کے علاوہ اور بزرگوں سے بھی مروی ہے۔ اہلِ مدینہ میں سے یا محمداہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔ (دیکھو نسیم الریاض شرح شفاء)

حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وفات شریف کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یوں پکارا ؎

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رَجَاءَ نَا   وَکُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِیًا

یا رسول (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہماری امیدگاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے

وَکُنْتَ رَحِیْمًا هَادِیًا وَّ مُعَلِّمًا   لِیَبْكِ عَلَیْكَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاکِیًا

اور آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے   جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے

فِدًی لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ   وَعَمِّیْ وَخَالِیْ ثُمَّ نَفْسِیْ وَمَالِیَا

رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) پر فدا میری ماں اور میری خالہ اور میرا چچا اور میرا ماموں پھر میری جان اور میرا مال

(زرقانی علی المواہب ص ۲۸۴ ج ۸)

حلب، ایک مستقل سلطنت تھی اُس میں دو بھائی تھے۔ ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا، یوحنا عابد و زاہد اور یوقنا بہادر سپاہی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکرِ اسلام نے حلب کی طرف رُخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہُوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی رائے دی، یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرنے لگا، کیونکہ مسلمان کُل ایک ہزار تھے۔ یوحنا نے کہا بھائی شاید تمہاری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو۔ بہرحال یوقنا پانچ ہزار فوج کے سا[illegible] باہر [illegible]ور مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا، باوجود اس کے کہ مسلمان ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے اور تعداد میں قلیل بھی تھے مگر پھر بھی نہایت ہی استقلال و جواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک دشمن کی مدد کے لئے اور بہت زیادہ فوج آ گئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوج کثیر کو

دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ چنانچہ حضرت کعب بن صمرہ رضی اللہ عنہ سالارِ لشکر نہایت اضطرار کی حالت میں یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ پکارتے اور مسلمانوں کو تسلّی دیتے کہ گھبراؤ نہیں، ابھی نصرت آتی ہے ایک رات اسی حالت میں میدانِ کارزار گرم رہا، اسی اثنا میں اہلِ حلب نے آکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر صلح کر لی جب وہ شہر کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہلِ حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوجِ کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہلِ شہر پر ہلّہ بول دیا اور قتلِ عام شروع کر دیا جس سے شہر میں کہرام مچ گیا۔ یوحنا نے آکر بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کیں جن سے مسلمانوں کی طرف داری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی بہت غصّے میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ ایسے میں اپنے بھائی کی طرف داری دیکھ کر اور غضبناک ہو گیا اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ مَیں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو تمہاری مرضی ہو کرو! یوقنا نے اپنی تلوار سے بھائی کا سر جسم سے جُدا کر دیا، اور پھر اہلِ شہر کے قتلِ عام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں آپہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی۔ یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لاسکا اور فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو بہت مصیبتیں پہنچائیں اچانک ایک روز یوقنا نے حضرت ابو عبیدہ کو اطلاع دی کہ مَیں نے دینِ اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب مَیں تمہارا بھائی ہوں اور اس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی اس نے کہا اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیوں کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف نہیں سمجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں کہ اُن کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن اور

ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہیں۔ مَیں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ نبی ہیں تو دعا کیجئے کہ مجھ کو عربی آجائے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں عیسٰی علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی ہے۔ مَیں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ یہ سنتے ہی مَیں کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ پر بوسہ دیا جب بیدار ہُوا تو میرے منہ سے کستوری سے بہتر خوشبو آرہی تھی اور مجھے عربی بھی آگئی تھی۔ اے ابو عبیدہ! جس طرح مَیں اب تک اطاعتِ شیطان میں جنگ کرتا تھا۔ اَب اللہ کی راہ میں کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں۔ اب میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔ ملخصاً (فتوح الشام، ناسخ التواریخ)

دیکھئے حضرت کعب بن صمرہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کی بے شمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سرفراز ہونا دشوار ہے تو حُضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پکارا کہ حُضور جلد مدد فرمائیے اور اس کا ظہور بھی اس طور پر ہُوا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود فریقِ مخالف بادشاہ کا مسلمان ہوکر اسلامی فوج کا ایک سپاہی اور خادمِ اسلام بن گیا۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعبؓ ہی نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نہیں پکارا، بلکہ یہ صحابۂ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پکارتے، اور مدد طلب کرتے اور اس کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذّاب سے ہُوا تو اس وقت مسیلمہ کذّاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تھے اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اُکھڑ گئے۔ جب حضرت خالدؓ اور ان کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے یہ دیکھا کہ اب حالت نہایت نازک ہے تو ثُمَّ نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاہُ۔

(البدایہ والنہایہ ص۳۲۴ ج۶ ابن اثیر ص۱۵۲ ج۲ طبری ص۲۵۰ ج۳)

ترجمہ: پھر انہوں نے مسلمانوں کے شعار کے مطابق ندا کی اور اس دن اُن کا شعار یہ ندا

تھی یا مُحَمَّدَاہُ۔

چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذّاب ہلاک ہوکر واصل بہ جہنم ہُوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ دیکھئے اس جنگ میں سب صحابہ ہی تھے کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وفات شریف کے ساتھ ہی فوراً یہ جنگ ہوئی۔ ثابت ہُوا کہ جنگ میں یَا مُحَمَّدَاہُ کہنا شعارِ صحابہ تھا۔

جنگِ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی فوج صرف ستائیس ہزار تھی ان میں ایک سو وہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسی وجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ ایک بار فوج کے اس حصّہ کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا گزر عورتوں پر ہُوا۔ ہندہؓ جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انھوں نے خیمے کا ستون لیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے منہ پر مار کر ابوسفیانؓ سے کہا "اے صخر حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے تاکہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مقابلہ میں تم کفار کو برانگیختہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی شکستہ فوج کے ساتھ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خالد بن ولید نے بھی سخت حملہ کیا۔ اس وقت سب کی زبان پر یامحمّد یا منصور امتک جاری تھا یعنی اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اے فتح مند اپنی اُمّت کی خبر لیجئے۔ خبر لیجئے۔ (ناسخ التواریخ و واقدی)

غور کیجئے کہ جب صحابہ اور تابعین جن کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھی اور وہ چار پانچ لاکھ کے مقابلے میں ہوں گے تو کیسا سخت وقت ہوگا اور انہوں نے اس حالت میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پکار کر استمداد کی اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس ندا کو عین صواب سمجھتے تھے

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب اہلِ اسلام بعلبک کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو ایک رات وہاں کے بادشاہ نے ایسے شب خون مارا کہ اہلِ اسلام غفلت میں تھے، کوئی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ کفار کی فوج کثیر نے خون ریزی شروع کر دی۔ صحابہ کا بیان ہے کہ وہ رات ایسی پُرآشوب اور مصیبت کی تھی کہ ایسی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اس حالتِ اضطرار میں سب کی زبان پر یَا مُحَمَّدُ

یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ جاری تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور اسی قسم کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک رات بطلیموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہلِ اسلام پر شب خون مارا، جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گڑبڑ سنتے ہی پکار کر کہا؛

وَا غَوْثَاہُ وَا مُحَمَّدَاہُ وَاسَلَامَاہُ رِکِیْدَ قَوْمِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ — یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کعبہ کی قسم، میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا ہے، فریادرسی کیجئے تاکہ یہ سلامت رہیں!

حضرت ابو عبیدہ رض نے میسرہ بن مسروق کو چار ہزار سپاہیوں کا امیر مقرر کر کے درب کی طرف روانہ فرمایا، ہرقل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ادھر کا قصد کیا ہے تو اس نے تیس ہزار کا لشکر مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا۔ جب ہرقل کا لشکر قریب پہنچا تو میسرہ امیر لشکرِ اسلام متفکر ہوئے، حضرت عبداللہ بن خذافہ نے سبب دریافت کیا، کہا مجھے اپنی ذات کا کچھ فکر نہیں، خوف ہے تو یہ کہ مسلمان کم ہیں اور کفار زیادہ، پس مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت خذافہ نے کہا، اے امیر! ہم لوگ کبھی موت سے نہیں ڈرے، ہم نے تو اپنی جانیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں، چنانچہ لشکرِ کفار اسلام کے مقابلہ میں آ گیا اور ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا اے اہلِ عرب معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں موت یہاں گھیر لائی ہے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ تمھیں قید کر کے ہرقل کے پاس بھیج دیں، ورنہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے یہ سُن کر ابو الہول وامس رض نے آگے بڑھ کر اُس کو قتل کر ڈالا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اس وقت وامس رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں ایک ہزار اشخاص تھے جو یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدُ کہتے ہوئے حملہ کرتے تھے۔ ملخصاً۔

کیا فرماتے ہیں وہ مولوی صاحبان؟ ان حضرات صحابہ و تابعین کے بارے میں جنھوں نے مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور مدد مانگی کیا یہ حضرات مشرک تھے۔

العیاذ باللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑ گیا یعنی ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک آدمی نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ اللّٰہَ	یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ
لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا فَاَتَاہُ	سے بارش مانگئے ورنہ وہ ہلاک ہو جائے گی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	پس حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس شخص کو
فِی الْمَنَامِ فَقَالَ اِیْتِ عُمَرَ فَاَقْرِءْہُ	خواب میں ملے اور فرمایا عمر فاروق کے پاس
مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْھُمْ اِنَّھُمْ	جا اور ان کو میرا سلام کہہ اور ان کو بارش
مُسْقَوْنَ۔ (البدایہ والنہایہ ص۹۲)	کی بشارت دے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۱۸ھ میں پھر قحط پڑا۔ جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی رضؓ سے ان کی قوم بنی مزنیہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے انھوں نے اصرار کیا، آخر بکری ذبح کی گئی اور کھال کھینچی تو نری سُرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر حضرت بلال نے:

نَنَادٰی یَا مُحَمَّدَاہُ فَاُرٰی فِی الْمَنَامِ	ندا کی یا محمداہ! حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خواب میں تشریف
اَتَاہُ فَقَالَ اَبْشِرْ	لائے اور بشارت دی۔

(ابن اثیر ص۲۳۵ ج۲) البدایہ والنہایہ ص۹۱ ج۷

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد تھے جو کہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔

فَاَسَرَھُمُ الرُّوْمُ مَرَّۃً فَقَالَ	ایک دفعہ رومیوں نے انھیں گرفتار کر لیا
لَھُمُ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْکُمُ	بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ملک
الْمُلْکَ وَاُزَوِّجُکُمْ بَنَاتِیْ وَتَدْخُلُوْنَ	دوں گا اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی
فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا	کردوں گا تم لوگ نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے

يَا مُحَمَّدَاهُ فَامَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثِ
قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِيْهَا الزَّيْتُ اُوْقِدَ
تَحْتَهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ يُعْرَضُوْنَ فِيْ
كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى تِلْكَ الْقِدْرِ يُدْعَوْنَ
اِلٰى دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ فَيَاْبُوْنَ
فَاُلْقِيَ الْاَكْبَرُ فِي الْقِدْرِ ثُمَّ
اُدْنِيَ الْاَصْغَرُ فَجَعَلَ يَفْتِنُهُ عَنْ
دِيْنِهٖ بِكُلِّ اَمْرٍ فَقَامَ اِلَيْهِ عِلْجٌ
فَقَالَ اَيُّهَا الْمَلِكُ اَنَا اَفْتِنُهُ
عَنْ دِيْنِهٖ قَالَ بِمَاذَا؟ قَالَ
قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ الْعَرَبَ اَسْرَعُ
شَيْءٍ اِلَى النِّسَاءِ وَلَيْسَ فِي الرُّوْمِ
اَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِيْ فَادْفَعْهُ اِلَيَّ حَتّٰى
اُخَلِّيَهُ مَعَهَا فَاِنَّهَا سَتَفْتِنُهُ
فَضَرَبَ لَهُ اَجَلًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا
وَدَفَعَهُ اِلَيْهِ فَجَاءَ
بِهٖ فَاَدْخَلَهُ مَعَ اِبْنَتِهٖ
وَاَخْبَرَهَا بِالْاَمْرِ فَقَالَتْ
لَهُ دَعْهُ فَقَدْ كَفَيْتُكَ
اَمْرَهُ فَقَامَ مَعَهَا نَهَارَهُ
صَائِمٌ وَلَيْلَهُ قَائِمٌ حَتّٰى
مَضٰى اَكْثَرُ الْاَجَلِ فَقَالَ
الْعِلْجُ لِابْنَتِهٖ مَا صَنَعْتِ؟

انکار کیا اور پکارا یا محمّداہ بادشاہ
کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں
اور ان میں روغن زیتون ڈالا گیا جو تین
دن تک کھولتا رہا، وہ روزانہ انھیں
دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دی
جاتی مگر وہ انکار کرتے رہے اس پر پہلے بڑا
بھائی اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا
پھر دوسرا بھی ڈال دیا گیا، تیسرا جو چھوٹا
تھا وہ بھی قریب لایا گیا تو اس کو بادشاہ
نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش
کی اس پر ایک درباری نے عرض کی
اے بادشاہ! اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین
سے منحرف کر لوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا
کس طرح؟ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب
عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں
اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین
نہیں ہے، اس کو میرے حوالے کر دیجئے تا کہ
میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں، وہ اس
کو بہکالے گی، چالیس دنوں کی میعاد مقرر
کر کے بادشاہ نے اس کو درباری کے
سپرد کر دیا، وہ اس کو اپنے مکان پر لایا اور
اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس واقعے
کی اطلاع دی، لڑکی نے کہا تم بے فکر

قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَيْئًا! هٰذَا
رَجُلٌ فَقَدَ اَخَوَاهُ فِيْ هٰذِهِ
الْبَلْدَةِ فَاَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ
اِمْتِنَاعُهُ مِنْ اَجْلِهَا كُلَّمَا رَاٰى
اٰثَارَهُمَا وَلٰكِنِ اسْتَزِدِ
الْمَلِكَ فِي الْاَجَلِ وَاَلْقِنِيْ اِيَّاهُ
اِلٰى بَلَدٍ غَيْرِ هٰذَا فَزَادَهُ
اَيَّامًا فَاَخْرَجَهُمَا اِلٰى قَرْيَةٍ
اُخْرٰى فَمَكَثَ عَلٰى ذَالِكَ اَيَّامًا
صَائِمَ النَّهَارِ حَتّٰى اِذَا انْقَضٰى مِنَ
الْاَجَلِ اَيَّامٌ قَالَتْ لَهُ الْجَارِيَةُ
لَيْلَةً يَا هٰذَا اِنِّيْ اَرَاكَ
تُقَدِّسُ رَبًّا عَظِيْمًا وَّاِنِّيْ قَدْ
دَخَلْتُ مَعَكَ فِيْ دِيْنِكَ وَتَرَكْتُ
دِيْنَ اٰبَائِيْ قَالَ لَهَا فَكَيْفَ
الْحِيْلَةُ فِي الْهَرَبِ قَالَتْ اَنَا
اَحْتَالُ لَكَ وَجَائَتْهُ بِدَآبَّةٍ فَرَكِبَاهَا
وَكَانَا يَسِيْرَانِ بِاللَّيْلِ وَيَكْتُمَانِ
بِالنَّهَارِ فَبَيْنَا هُمَا يَسِيْرَانِ لَيْلَةً
اِذْ سَمِعَا وَقْعَ الْخَيْلِ فَاِذَا هُوَ
بِاَخَوَيْهِ وَمَعَهُمَا مَلَآئِكَةٌ رُسُلٌ
اِلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَسَاَلَهُمَا
عَنْ حَالِهِمَا فَقَالَا مَا كَانَتْ اِلَّا

رہو یہ میرا کام ہے، اب وہ شامی مجاہد دِن
بھر روزہ رکھتے اور تمام شب عبادت کرتے
(اور اس لڑکی کی طرف نظر نہ کرتے) یہاں
تک کہ میعاد ختم ہوگئی اب اس درباری
نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ تُو نے
کیا کیا؟ اس نے کہا کچھ نہیں، اس کی وجہ
یہ ہے کہ چونکہ اس کے دو بھائی اس شہر
میں مارے گئے ہیں، میرا گمان ہے کہ یہ ان
کے صدمے کی وجہ سے باز رہے، اس لئے
مناسب ہے کہ بادشاہ سے اس میعاد میں
توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس کو کسی
دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا۔ لیکن اس شامی مجاہد کی حالت
وہاں بھی وہی رہی، دن بھر کا روزہ اور
ساری رات کی عبادت، یہاں تک
کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے
قریب پہنچی، تو ایک شب اس لڑکی نے
کہا، اے شخص! میں تجھے ربّ عظیم کی تقدیس و
اطاعت میں مشغول دیکھتی ہوں، اس سے
میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا
آبائی دین ترک کرکے تیرا دین اختیار کر
لیا ہے، اس کے بعد اب دونوں مشورہ
کرکے وہاں سے ایک سواری پر بھاگ

اَلْغَطْسَۃَ الَّتِیْ رَأَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ وَاَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنَا اِلَیْکَ لِنَشْھَدَ تَزْوِیْجَکَ بِھٰذِہِ الْفَتَاۃِ فَزَوَّجُوْہُ اِیَّاھَا وَرَجَعُوْا۔

(عیون الحکایات وشرح الصدور)

ص۵۳

نکلے۔ دن کو چھپے رہتے رات کو سفر کرتے ایک شب یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی دیکھا تو وہ گھڑسوار شامی کے وہی دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں جا نکلے، اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں، چنانچہ دونوں کی شادی کر کے وہ واپس ہو گئے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: کَانُوْا مَشْھُوْرِیْنَ بِذٰلِکَ مَعْرُوْفِیْنَ بِالشَّامِ فِی الزَّمَنِ الْاَوَّلِ۔ یعنی یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں رہتے تھے اور ان کا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصائد لکھے اور یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس دارالسلام کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا تھا۔ ہارون الرشید کا زمانہ تابعین و تبع تابعین کا زمانہ تھا۔ تو یہ تینوں حضرات اگر تابعی نہ تھے تو تبع تابعین ضرور تھے۔

اگر تکلیف و مصیبت کے وقت حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پکارنا شرک ہے، تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی؟ اور جنت الفردوس میں جانا کیا معنی؟ اور ان کے ساتھ شادی میں فرشتوں کا بھیجنا کیوں کر مقبول ہوا، اور دین کے ان اماموں نے اس روایت کو کیوں کر قبول کیا، اور ان کی شہادت و مغفرت اور ولایت کیوں کر مسلم رکھی؟

میدان کربلا میں جب ظالموں نے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تو آپ کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کے کٹے پھٹے جسم مبارک کو خاک و خون میں آلودہ پڑے ہوئے دیکھ کر روتے ہوئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یوں پکارا:-

یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ۔ صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ   یا محمداہ، یا محمداہ۔ آپ پر اللہ کا اور آسمان

وَمَلَكُ السَّمَاءِ ۔ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ مُزَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ ۔ مُقَطَّعَ الْاَعْضَاءِ يَا مُحَمَّدَاهُ وَبَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ عَلَيْهَا الصَّبَا ۔

(البدایہ والنہایہ ص۱۹۳)

کے فرشتوں کا درود ہو یہ حسین بے گور و کفن پڑے ہیں خون میں لت پت اعضا کٹے ہوئے ہیں ۔ یامحمداہ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے ان پر ہوا خاک ڈال رہی ہے ۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں یوں فریاد کی ؎

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
مَحْبُوْسَ اَيْدِ الظَّالِمِيْنَ فِيْ مَرْكَبِ وَالْمُزْدَحِمِ

ترجمہ : اے رحمت للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو
اس اژدہام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے

امام اعظم ابو حنیفہؒ دربار رسالتؐ میں یوں التجا کرتے ہیں ؎

يَآ اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى
جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

(مجموعۃ القصائد ص۲۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ترجمہ: اے ساری مخلوقات سے بزرگ ترین! اے نعمت الٰہی کے خزانے! اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمائیے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے میں آپؐ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں کیوں کہ سوائے آپؐ کے تمام مخلوق میں ابو حنیفہ کا کوئی حامی و مددگار نہیں ۔

حضرت ابوالحسن امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مرض فالج میں مبتلا تھے اور شدت مرض کی انتہائی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا ؎

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ ۔ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بہترین خلق! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبتِ عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں! مہربانی فرماؤ! چنانچہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مہربانی فرمائی، خواب میں تشریف لاکر دستِ رحمت پھیرا، بیماری دور ہوگئی۔ (قصیدہ بردہ شریف)

قصیدہ بردہ شریف

سیّدی عارف باللہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی یوں فریاد کرتے ہیں ؎

زمہجوری برآمد جانِ عالم　　ترحّم یا نبیؐ اللہ ترحّم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی　　زمہجوراں چرا فارغ نشینی

(زلیخا)

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے، یا رسول اللہ رحم فرمائیے! کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں! پھر ہم مہجوروں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے؟

شمس العارفین حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی　　برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجزاند　　عاجزاں را رہنما و جملہ را ماوٰی توئی

یا رسول اللہ خالقِ ذوالجلال کے برگزیدہ لاثانی حبیب ایک صرف آپ ہی ہیں، یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اُمّت عاجز ہے، ان عاجزوں کے رہنما اور سب کو پناہ دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔

حضرت سیّدی شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر نہ بودے یا رسول اللہ ذاتِ پاک تو　　ہیچ پیغمبر نہ بردے دولتِ پیغمبری
یا رسول اللہ اگر آپ کی ذاتِ پاک نہ ہوتی　　تو کوئی پیغمبر دولتِ پیغمبری سے سرفراز نہ ہوتا

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

چہ وصفت کند سعدیؔ ناتمام　　علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

سعدیِ ناتمام آپ کے اوصاف کیا بیان کرسکتا ہے، یا رسول اللہ آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

يَا سَيِّدِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شَرُفَتْ
قَصَائِدِىْ بِمَدِيْحٍ فِيْكَ قَدْ رُصِفَا

اے میرے سردار - اے اللہ کے رسول - آپ کی مدح وثنا سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہو گئے

مَدَحْتُكَ الْيَوْمَ اَرْجُوا الْفَضْلَ مِنْكَ غَداً
مِنَ الشَّفَاعَةِ فَالْحِظْنِىْ بِهَا طَرَفَاً

میں نے آج آپ کی مدح کی ہے اور کل قیامت کے دن میں آپ سے احسان اور شفاعت کا امیدوار ہوں تو میری طرف نگاہِ کرم رکھئے گا ۔

بِبَابِ جُوْدِكَ عَبْدٌ مُذْنِبٌ كَلِفٌ
يَا اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهاً مُشْرِفاً وَقَفَا

آپ کی سخاوت کے دروازے پر ایک گناہ گار عاشقِ زار بندہ کھڑا ہے اے سب لوگوں سے زیادہ حسین چہرے والے ۔

بِكُمْ تَوَسَّلَ يَرْجُوا الْعَفْوَ عَنْ زَلَلٍ
مِنْ خَوْفِهٖ جَفْنُهُ الْهَامِىْ لَقَدْ ذَرَفَا

(اس بندہ نے) آپ کے ساتھ توسّل کر کے گناہوں کی بخشش کی امیّد کی ہے (وہ گناہ) جن کے خوف سے اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں ۔

(المجموعۃ النبھانیہ فی المدائح النبویۃ ص۵۸)

امام الاولیاء سیدی ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فَهُوَ النَّبِىُّ مُحَمَّدٌ وَّهُوَ الَّذِىْ
نُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ غَداً فِى الْمَوْقِفِ

یہ نبی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اور یہ وہ ہیں جن کی کل قیامت کے دن میں شفاعت کی امید ہے ۔

يَا خَيْرَ مَبْعُوْثٍ وَّ اَكْرَمَ شَافِعٍ
كُنْ مُنْقِذِيْ مِنْ هَوْلِ يَوْمٍ مُّوْجِفٍ

اے بہترین رسول اور بزرگ شفاعت کرنے والے۔ آپ مجھے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچائیں۔

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ الْوَرٰى
مَا لَاحَ بَرْقٌ فِي السَّمَاءِ وَمَا خَفِيْ

اے ساری مخلوقات سے بہتر آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود ہو جب تک کہ آسمان میں بجلی چمکے اور چھپے۔ (المجموعة النبهانيه ص ۴۹۰/۲)

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطفِ خود سر و سامان جمع بے سر و پا

یا رسول اللہ ہر حال میں ہم پر کرم فرمائیے، ہم بے سر و سامان ہیں، ہمارا سر و سامان آپ کا لطف و کرم ہی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وَصَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ
وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبٍ

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو اے بہترین امیدگاہ اور بہترین عطا فرمانے والے۔

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُّرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ
وَمَنْ جُوْدُهٗ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

اور اے وہ بہترین جس سے سختی و مصیبت دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وَاَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ　　اِذَا اَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جب کہ بدترین مصیبتیں آپڑیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی فرماتے ہیں ؎

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بَعْدَ اَزْ خُدا بُزُرگ تُوئِیْ قِصَّهٗ مُخْتَصَرْ

اے حسن وجمال والے اور اے بشروں کے سردار بے شک چاند آپ کے چہرہ کے نور سے منوّر ہے جیسا کہ آپ کی صفت وثنا کرنے کا حق ہے، ممکن ہی نہیں کہ ہوسکے سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے برتر آپ کی ذات ہے۔

(تفسیر عزیزی پارۂ عمّ سورۂ والضحیٰ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ گلزارِ معرفت میں فرماتے ہیں :

شفیعِ عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو — تمھیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ
پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امدادِ عاجز کو — بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

اور یہی حاجی صاحب مناجات نالۂ امداد غریب میں فرماتے ہیں ؎

یا محمدؐ مصطفےٰ فریاد ہے — اے حبیبِ کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل — اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

جناب محمد قاسم نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں ؎

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام — کرے گا یانبی اللہ میرے پہ کیا پکار
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسمِ بے کس کا کوئی حامیِ کار

(قصائدِ قاسمی ص۶)

مولوی اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں ؎

يَا شَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ أَنْتَ فِي الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِيْ

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمایئے آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں۔

لَيْسَ لِيْ مَلْجَاءٌ سِوَاكَ اَغِثْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ سَيِّدِيْ وَسَنَدِيْ

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں، اے میرے آقا میری فریاد سنئے تکلیف میں مبتلا ہوں۔

غَشَّنِي الدَّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كُنْ مُغِيْثًا فَاَنْتَ لِيْ مَدَدِيْ

زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے اے ابن عبداللہ میری فریاد سنئے میری مدد فرمایئے۔

يَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُكَ لِيْ مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحِدِيْ

یا رسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہُوا ہوں میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔

(النشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلدین کے امام فرماتے ہیں:

يَا سَيِّدِيْ يَا عُرْوَتِيْ وَوَسِيْلَتِيْ يَا عُدَّتِيْ فِيْ شِدَّةٍ وَّرَخَاءٍ

اے میرے سردار! اے میرے سہارے اور میرے وسیلے۔ اے میرے سختی و نرمی کی حالت ساز و سامان۔

يَا مَقْصِدِيْ يَا اُسْوَتِيْ وَمَعَاضِدِيْ وَذَرِيْعَتِيْ يَا مَرْصَدِيْ مَوْلَائِيْ

اے میرے مقصد! اے میرے پیشوا اور میرے پرور دگار اور میرے ذریعہ اور اے میرے ٹھکانے۔ میرے مولا۔

شَفَّعْتُ جَاهَكَ ضَارِعًا مُّتَذَلِّلًا مَالِيْ وَرَاءَكَ صَارِفُ الضَّرَّاءِ

میں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آپ کی عزت و جاہ کو شفیع بنایا کیونکہ میرے لیے آپ کے سوا تکلیف و مصیبت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں

اَنْتَ الْمُغِيْثُ بِرَحْمَةٍ وَّكَرَامَةٍ فِيْ غُمَّةٍ وَّغَوَائِلٍ وَّبَلَاءٍ

آپ مددگار ہیں اپنی رحمت وکرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات وبلا میں۔

اِنْجَحْ مَرَامِیْ یَا کَرِیْمَ کَرَائِمٍ اَنْتَ الْقَدِیْرُ عَلٰی اِنْفَاذِ رَجَائِیْ

میرے مقاصد پورے فرمائیے بزرگیوں اور کرامتوں والے آپ میری امید کے پورے کرنے پر قادر ہیں۔

مَالِیْ وَرَاءَکَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ

آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں، اے رحمۃ للعالمین، میری گریہ وزاری کو دیکھ اور مجھ پر رحم کر۔

یَا اَیُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِیْعُ مَکَانُہٗ ضَاءَتْ بِنُوْرِکَ سَاحَۃُ الثَّرَاءِ

اے بلند مقام سورج آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔

وَلَکَ الشَّفَاعَۃُ وَالْمَکَانَۃُ فِیْ غَدٍ وَلَاَنْتَ اَکْرَمُ مَعْشَرِ الشُّفَعَاءِ

کل قیامت کے دن آپ کے لیے شفاعت اور عزت ہے اور بے شک آپ سب شفاعت کرنے والوں میں زیادہ مکرّم ہیں۔

وَرَجَاءُ عَبْدِکَ مِنْ جَنَابِکَ سَیِّدِیْ نَیْلُ الشَّفَاعَۃِ زُبْدَۃُ الْاٰلَاءِ

اے میرے سردار آپ کا بندہ آپ کی جناب سے شفاعت کی امید رکھتا ہے جو امیدوں کا ماحصل ہے۔

وَسِوَاکَ مَالِیْ فِی الْقِیَامَۃِ شَافِعٌ اَنْتَ الْمُخَلِّصُ لِیْ مِنَ الْبَاْسَاءِ

آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں، آپ ہی مجھے سختیوں اور مصیبتوں سے بچانے والے ہیں۔

لَازَالَ مَدْحُکَ بَاقِیًا بَیْنَ الْوَرٰی مِنْ عَبْدِکَ الْمَصْرُوْفِ فِی الْاِطْرَاءِ

آپ کی مدح وثنا مخلوقات میں ہمیشہ رہے، آپ کے اس بندے کی طرف سے جو آپ کی بہت زیادہ تعریف میں مصروف ہے۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والاجاہی ص۳۰ و ۳۱

قصیدۃ العنبریہ فی مدح خیر البریہ)

دیوبندی وہابی حضرات بتائیں کہ اگر "یا رسول اللہ" کہنا شرک ہے تو خصوصاً ان کے اکابر حاجی امداد اللہ صاحب، محمد قاسم صاحب نانوتوی، اشرف علی صاحب تھانوی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی جو کہہ رہے ہیں "یا رسول اللہ" اور حضور سے مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟ ؏

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

خصوصاً نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو شرک کے انبار لگا دیئے ہیں، دیکھئے ان کے گیارہ ۱۱ اشعار میں تو ۹ مرتبہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یا کہہ کے پکارا گیا ہے۔ نیز آپ کو سہارا، وسیلہ، مددگار، دافع البلاء، مقاصد پورے کرنے والے، امیدوں کے پورے کرنے پر قادر، فریادرس شفیع، مصیبتوں سے بچانے والے، مانا گیا ہے اور سب سے زیادہ مصیبت جان وہابیت پر یہ ڈھائی کہ نواب صاحب نے ۲ دو مرتبہ اپنے آپ کو "حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بندہ" کہا ہے چنانچہ ان کا شعر نمبر ۹ اور آخری شعر دیکھئے۔ غیر مقلدین کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ لیکن ان کو مشرک صرف اس لئے نہیں کہیں گے کہ وہ ان کے اپنے ہیں۔ شرک و بدعت کے فتوے تو دوسروں کے لیے ہیں ؎

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں خود ان کی حجامت ہو گئی

برادران اسلام! خوب غور کیجئے اور خدارا انصاف کیجئے کہ اگر یا رسول اللہ کہنا شرک ہو جیسا کہ دیوبندی وہابی مولوی صاحبان کہتے ہیں تو یہ صحابۂ کرام، تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء جن کا اوپر ذکر ہوا، جو سب کے سب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یا کہہ کر پکار رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟ کیا ان حضرات کو معلوم نہیں تھا کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یا کہہ کر پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہے؟ کیا یہ حضرات عالم نہیں تھے اور ان کو شرک کا علم نہیں تھا؟

اب فیصلہ قارئین پر ہے۔ یا تو آج کل کے ان مولویوں کے فتوے کو صحیح کہہ کر والی امت، اور امت کے کروڑوں افراد کو جو "یا رسول اللہ" کہہ رہے ہیں، جن میں صحابہ، تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء ہیں سب کو مشرک مان لیں یا پھر کہہ دیں کہ آج کل کے ان مولویوں کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے اور یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ

علیہ وسلم کہنا بلاشک و شبہ جائز ہے۔

۳ اب ذیل میں حقیر و فقیر چند روایات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے جن سے اولیاء اللہ کو پکارنا بھی ثابت ہوتا ہے ۔(وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ	کی قبروں پر گزرے تو اپنا رُوئے انور اہل قبور
فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ	کی طرف کرکے فرمایا سلام ہو تم پر اے قبروں
يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا	والو! اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو
وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی ص۱۲۵)	ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

اس حدیث میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ اگر مُردوں کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے تو کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا معاذ اللہ

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بروایت بیہقی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے نقل فرماتے ہیں :

وَقَفْنَا عَلٰى قَبْرِهٖ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ	کہ ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر ٹھہرے اور
يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللهِ فَسَمِعْنَا كَلَامًا رُدَّ	ہم نے عرض کی اے رسول اللہ کے چچا
عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ	آپ پر سلام ہو تو ہم نے جواب میں
اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، (شرح الصدور ص۸۵)	وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، سنا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یا کہہ کر پکارا گیا ، تو انہوں نے سن کر جواب بھی دیا۔ کیوں نہ ہو جبکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ	کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے بھائی
كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ	کی قبر پر گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا
اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى	تھا اس پر سلام کرے تو اللہ اس کی روح کو

يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ اس پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

(کتاب الروح ابن قیم صفحہ ۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جائے یا کوئی حاجت پیش آئے اور مدد کی ضرورت ہو۔

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ! يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔ تو چاہیے کہ یوں کہے، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

(طبرانی حصن حصین)

راوی فرماتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذَالِكَ۔ یعنی اس امر کو آزمایا بھی گیا ہے اور ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِيَ عَنِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ مُجَرَّبٌ مُّحَقَّقٌ۔ (الحرز الثمین) کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ کرام سے مروی ہے کہ یہ مجرّب ہے اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

اسی حدیث کے متعلق خود مخالفین کے امام جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو وہ فی الواقع کسی میّت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹)

فقیہ اعظم حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے مسلّم امام ہیں، فرماتے ہیں کہ زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جاوے، اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس لائے، تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد بن

علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے۔

وَيَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنِ عَلْوَانَ اِنْ لَّمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَهٗ بِبَرَكَتِهٖ اَجْهُوْرِيْ مَعَ زِيَادَةٍ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمَنْهَجِ لِلدَّاؤُدِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

اور کہے یا سیّدی احمد یا ابنِ علوان اگر تم نے میری گم شدہ چیز واپس لا دی تو خیر، ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیا سے کٹوا دوں گا! اس عمل سے بہ برکت ان ولی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گم شدہ چیز واپس لا دے گا۔

(حاشیہ رد المختار شرح درمختار ص ۳۵۳)

ان روایات میں چند باتیں قابلِ غور ہیں، مشکل کے وقت اولیاء اللہ کو پکارنا، ان سے مدد چاہنا، انھیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا، کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے ثواب پہنچائے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع و اعلیٰ امام العلماء سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہٗ استاذ شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ شریعت و حقیقت کے جامع باوصف علومِ باطن ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عارف و عالم کے شاگرد ہیں، یہاں تک لکھا کہ بالجملہ مرد جلیل القدر یست کہ مرتبۂ کمالِ او فوق الذکر است۔ پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں۔ فرماتے ہیں ؎

اَنَا لِمُرِيْدِيْ جَامِعٌ لِّشَتَاتِهٖ ۔۔۔ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ

وَاِنْ كُنْتَ فِيْ ضَيْقٍ وَّكَرْبٍ وَّوَحْشَةٍ ۔۔۔ فَنَادِ بِيَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَةٍ

یعنی میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جب کہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے اور اگر تو تنگی و سختی و وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار، میں جلد آؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔

(بستان المحدثین ترجمہ اردو ص ۲۰۶)

سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی قدّس سرہٗ الرّبانی فرماتے ہیں کہ سیّدی شمس الدّین محمد حنفی رح اپنے حجرۂ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرۂ شریف میں کوئی راہ اس کے باہر جانے کی نہ تھی دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ جب تک وہ پہلی واپس نہ آئے اسے اپنے پاس رکھے۔ ایک مدّت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور بتایا کہ

اِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ عَلٰی صَدْرِیْ	جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا
لِیَذْبَحَنِیْ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ یَا سَیِّدِیْ	مَیں نے اپنے دل میں کہا یا سیّدی محمد یا حنفی
مُحَمَّدُ یَا حَنَفِیُّ فَجَاءَتْهُ فِیْ صَدْرِهٖ	(جب مَیں نے ندا کی اور حضور کو پکارا تو
فَانْقَلَبَ مُغْشًى عَلَيْهِ وَنَجَّانِيَ اللهُ	اسی وقت غیب سے) یہ کھڑاؤں آکر
عَزَّ وَجَلَّ بِبَرَكَتِكَ۔	اس چور کے سینہ پر اس زور سے لگی کہ
(طبقات الکبریٰ مصری ص۹۵)	غش کھا کر اُلٹا ہوگیا۔ اور مجھے حضرت کی

برکت سے اللہ عزّ وجلّ نے اس چور سے نجات بخشی۔

سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی قدّس سرہٗ الرّبانی نے جن کی جلالتِ شان عالم میں آشکارا ہے بہت سے ایسے ہی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سیّدی شمس الدّین محمد حنفی (جن کا ذکرِ پاک اوپر گزرا) کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوگئیں۔

فَکَانَتْ تَقُوْلُ یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدُ	اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی احمد
یَا بَدَوِیْ خَاطِرُكَ مَعِیْ فَرَأَتْ	یا بدوی خاطرک معی (یعنی اے میرے
سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ	سردار اے احمد بدوی آپ کی توجہ میرے
فِی الْمَنَامِ وَهُوَ ضَارِبُ اللِّثَامَیْنِ	ساتھ ہے) ایک دن حضرت سیّدی احمد
وَعَلَیْهِ جُبَّةٌ وَّاسِعَةُ الْاَکْمَامِ	(کبیر بدوی) رضی اللہ عنہ کو خواب میں
عَرِیْضُ الصَّدْرِ اَحْمَرُ الْوَجْهِ وَ	دیکھا کہ آپ بہت کھلا جُبّہ پہنے ہوئے
الْعَیْنَیْنِ وَقَالَ لَهَا تُنَادِیْنِیْ وَ	تشریف لائے آپ کا سینہ مبارک چوڑا
تَسْتَغِیْثِیْنِیْ وَاَنْتِ لَا تَعْلَمِیْ	اور چہرہ اور آنکھیں سرخ تھیں، فرمایا

اَنَّكِ فِيْ حِمَايَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْكِبَارِ
الْمُتَمَكِّنِيْنَ وَنَحْنُ لَا نُجِيْبُ مَنْ
دَعَانَا وَهُوَ مَوْضِعِ اَحَدٍ مِّنَ
الرِّجَالِ فَقُوْلِيْ يَا سَيِّدِيْ مُحَمَّدُ
يَا حَنَفِيُّ يُعَافِيْكِ اللّٰهُ تَعَالٰى
فَقَالَتْ ذَالِكَ فَاَصْبَحَتْ كَاَنْ
لَّمْ يَكُنْ بِهَا مَرَضٌ

(طبقات الکبریٰ ص۷۹)

تو کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے
فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک
بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر)
کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولی کبیر
کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا
پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی
محمد یا حنفی! یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے
عافیت بخشے گا۔ بی بی نے یوں ہی کہا صبح کو
تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض تھا ہی نہیں۔

بدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضہ وضو فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی۔

ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ تِلْكَ الْبِلَادِ
بَعْدَ سَنَةٍ وَّ فَرْدَةُ الْقَبْقَابِ
مَعَهٗ وَاَخْبَرَ اَنَّ شَخْصًا مِّنَ
الْعَيَّاقِ عَبَثَ بِابْنَتِهٖ فِي الْبَرِّيَّةِ
فَقَالَتْ يَا شَيْخُ اَبِيْ لَاحِظْنِيْ لِاَنَّهَا
لَمْ تَعْرِفْ اَنَّ اِسْمَهٗ مَدْيَنَ
ذَالِكَ الْوَقْتِ وَهِيَ اِلَى الْاٰنَ
عِنْدَ ذُرِّيَّتِهٖ

(طبقات الکبریٰ ص۱۰۳)

سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں
نے حال بیان کیا کہ جنگل میں ایک بدکار
نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی
کرنی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ
کے پیر و مرشد حضرت سیدی مدین کا
نام معلوم نہ تھا (اس نے) یوں ندا کی یا شیخ
ابی لاحظنی (اے میرے باپ کے
پیر و مرشد مجھے بچائیے) یہ ندا کرتے ہی
وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں اب تک ان کی اولاد میں موجود ہے۔

فرماتے ہیں کہ سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا بآواز پکارا یا سیدی محمد غمری اور قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان

چقمق قید کر کے لیے جا رہے تھے' انھوں نے مرید کا ندا کرنا سُنا تو پوچھا یہ سید محمد غمری کون ہیں ؟ کہا میرے پیر و مرشد شیخ کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں (کہ) یا سیدی محمد یا غمری اے میرے سردار محمد غمری مجھ پر عنایت کیجئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد غمری نے ان کی فریاد کو سُن لیا اور تشریف لا کر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ (طبقات الکبریٰ ص ۲۹/۲)

اور سیّدی حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

كَانَ إِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ أَجَابَهٗ	جب ان کا کوئی مرید جہاں کہیں سے
مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ أَوْ أَكْثَرَ	ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر
(طبقات الکبریٰ ص ۲۹/۲)	کی راہ پر ہوتا یا زیادہ۔

سیّدی امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ' نے اس قسم کے بے شمار واقعات لکھے ہیں جس کو شوق ہو، وہ ان کی کتاب "طبقات الکبریٰ" کا مطالعہ کرے۔

اور یہ امام شعرانی وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیو بند کے صدر مدرس جناب انور شاہ کشمیری ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

وَالشَّعْرَانِيُّ أَيْضًا كَتَبَ أَنَّهٗ رَاٰهُ	کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انھوں نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَ	حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیداری میں
عَلَيْهِ الْبُخَارِيَّ فِيْ ثَمَانِيَةِ رُفَقَةٍ	زیارت کی اور پوری بخاری شریف
مَعَهٗ ثُمَّ سَمَّاهُمْ وَكَانَ وَاحِدٌ	آپ کو پڑھ کر سُنائی اس وقت
مِّنْهُمْ حَنَفِيًّا (فیض الباری ص ۲۰۴/۱)	اُن کے ساتھ ان کے آٹھ رفقا بھی
	تھے' ان میں ایک حنفی تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "جواہر خمسہ" حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا ورد وظیفہ کرتے تھے' چنانچہ انہوں نے اپنے استاذِ علمِ حدیث مولانا ابو طاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہما سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۳۸) اور اس جواہر خمسہ

میں یہ عمل بھی ہے۔

نَادِ عَلِیًّا مَظْھَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْہُ	پکار علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے
عَوْنًا لَکَ فِی النَّوَائِبِ کُلُّ ھَمٍّ	جب تو انھیں پکارے گا تو انھیں
وَّغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِوِلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ	مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا
یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ۔	پریشانی و رنج ابھی دور ہوتا ہے آپ
	کی مدد سے یا علی یا علی یا علی۔

امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکّی و علّامہ علی قاری مکّی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ و مولانا شاہ ابوالمعالی محمد سلمی قادری و شیخ المحدّثین حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کَشَفْتُ	جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے
عَنْہُ وَمَنْ نَادٰی بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ	وہ تکلیف رفع ہو اور جو سختی میں میرا نام لے
فَرَّجْتُ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ	وہ سختی دُور ہو اور جو کسی حاجت میں
اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَۃٍ	اللہ کی طرف مجھ سے توسّل کرے
قُضِیَتْ لَہٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ	وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز
یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ	ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے
سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ	سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام
مَرَّۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ	پھیر کر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ	پر درود و سلام بھیجے پھر عراق شریف
السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی	کی طرف گیارہ قدم چلے۔ ان میں میرا
جِھَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً	نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد
یَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّھَا تُقْضٰی۔	کرے اس کی وہ حاجت روا ہو۔

(بہجۃ الاسرار، خلاصۃ المفاخر، نزہۃ الخاطر، تحفۂ قادریہ، زبدۃ الآثار)

یہ امام ابوالحسن نورالدّین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعاظم علماء و ائمہ قرأت و اکابر اولیائ و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انہوں نے امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرّہ سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدّین عبدالرزاق نوّر اللہ مرقدہٗ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے۔ امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن جلالت شان عالم میں آشکار ہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کی بہت مدح لکھی، امام محدّث محمد جزری مصنّف حصن حصین ان کے سلسلۂ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ان کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف انہی شیخ سے پڑھی اور اس کی سندِ اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف مشہور ہے اور اس کے مصنّف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المحاصرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار شریف اور اس کے مصنّف کے متعلق آپ نے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں:

اَب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سنئے:

جناب انور شاہ کاشمیری صدر مدرس مدرسہ دیوبند بہجۃ الاسرار شریف کے مصنّف امام شطنوفی کے متعلق فرماتے ہیں:

وَوَثَّقَہُ الْمُحَدِّثُوْنَ یعنی محدّثینِ کرام نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔

(فیض الباری ص ۶۱/۲)

اور پھر ملّا علی قاری اور امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکّی اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اس کو تسلیم کرنا اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نورٌ علیٰ نور رہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے۔ اور یا شَیْخ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِی

شَيْئًا لِلّٰہ کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے انشاءاللہ اب

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

چنانچہ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ و فرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں و حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر بزرگانِ دین وظیفہ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ کو پڑھتے اور پڑھنے کو جائز فرماتے کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا اور تو اور خود مخالفین کے پیشوا جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۹۴) اور جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا، باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴)

اور سنیئے جناب اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ:

جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آ گیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار ناخدا نے پکار کر کہا کہ لوگو اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر

کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بُو اور چپچپاہٹ معلوم ہوئی۔ (الافاضات الیومیہ ص۴۳۵)

دوسری روایت تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے حج خانۂ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے، بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں، اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور کارسازِ مطلق ہے، اسی وقت اُن کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ اِدھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور اُدھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اُتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھا لیا جب آگے چلا تو بندگانِ خدا کو نجات ملی۔ اسی لیے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کراماتِ امدادیہ ص۳۵)

چنانچہ تھانوی صاحب نے ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب نے اُن سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے

کی کیا دلیل ہے؟ جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکمأ اُن کے اقوال سے ثابت کردوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے۔

(الافاضات الیومیہ ط ۴۳۶ / ۷)

اور سنیئے!

جناب اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی ؎

یَا مُرْشِدِیْ یَا مَوْئِلِیْ یَا مُعْزِعِیْ
یَا مَلْجَائِیْ فِیْ مَبْدَئِیْ وَ مَعَادِیْ

اے میرے مرشد! اے میرے مولا! اے میری وحشت کے انیس! اور اے میری دنیا و آخرت میں جائے پناہ

اِرْحَمْ عَلَیَّ یَا غِیَاثُ فَلَیْسَ لِیْ ۔۔۔ کَھْفِیْ سِوٰی حُبِّیْکُمْ مِنْ زَادِ

اے میرے فریاد رس مجھ پر ترس کھاؤ کیونکہ میں حب کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں رکھتا

فَاذَالْاَنَامُ رَبِلکُمْ وَاِنِّیْ ھَائِمٌ ۔۔۔ فَانْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ یَّا ھَادِ

مخلوق کو آپ کی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْئًا اَنَّہٗ ۔۔۔ اَنْتُمْ لِیَ الْمُجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ

اے میرے سردار! اللہ کے لیے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴ / ۱)

اور سنیئے یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔

(امداد الفتاوٰی ص ۹۹ / ۴)

اور سُنیئے دیوبندیوں کے شیخ الہند جناب محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں:

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالٰے ہی سے استعانت ہے۔

(حاشیہ قرآن زیر آیت ایاک نستعین)

دیوبندی مکتبۂ فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ تھانوی صاحب کی ان روایات کو بہ نظرِ انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب جہاز میں ایک طرف مراقب ہو کر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجّہ کی تو فوراً ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے گردشِ طوفان سے نکال رہے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انتہائی یایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اسی وقت بہ نفس نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگبوٹ کو تباہی سے بچا لیا جبھی تو اُن کے کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انھیں سخت درد تھا۔ کیا یہ دُرست ہے؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ 'غلط ہے' 'جھوٹ ہے' 'من گھڑت ہے' کیونکہ لکھنے والے آپ کے 'حکیم الامت ہیں' کوئی معمولی آدمی نہیں اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی کے عالم میں جب کہ ان کو زندہ رہنے کی امید نہیں رہی تھی، اللہ تعالٰی کو چھوڑ کر حاجی صاحب سے غائبانہ ما فوق الاسباب امر میں مدد مانگی، وہ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور ان کی تبلیغ کرے اور اُن پر اعتقاد رکھے وہ مبلّغ بھی مشرک ہوا یا نہیں؟

نیز جب مرید نے حاجی صاحب کی طرف توجّہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی دُور سے اس کا علم کیسے ہو گیا؟ کیا اُن کو علمِ غیب حاصل تھا؟ کیا وہ مریدوں کے حال پر مطلع تھے اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے؟ اور کیا اُن کے پاس یہ قدرت تھی کہ آناً فاناً سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچا لیں؟ اگر اسی قسم کی باتیں کسی آپ کے مخالف کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے یا نہیں؟

افسوس صد افسوس! جن باتوں کی بناء پر آپ دُوسرے سچے مسلمانوں کو مُشرک و بدعتی

بناتے رہتے ہیں، وہی باتیں آپ کے اکابر بھی کرتے ہیں مگر آپ ان کو مشرک و بدعتی نہیں کہتے یہ ہرگز انصاف نہیں بلکہ صریح ظلم ہے ۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۔

الغرض حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اولیا، علما، اور مخالفین کے چند ارشادات و اقوال ہدیۂ قارئین ہیں۔ برادرانِ اسلام ان کو خوب غور سے پڑھیے اور ان لوگوں سے پوچھیے جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، یا غوث، کہنا شرک ہے ان سے کہیے کہ بتاؤ یہ سب کے سب اکابر اور خود تمہارے بزرگ اور علما جو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور اولیاء کرام کو یا کہہ کر پکار رہے ہیں، کون ہیں، مشرک ہیں یا مومن ؟

اگر کہیں کہ مومن ہیں تو الحمد للہ حق واضح ہو گیا۔ لیکن ان کو اتنا کہنے پر نہ چھوڑیے بلکہ یہ بھی ضرور پوچھیے کہ جب تمہارے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے، تو یہ لوگ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں، یہ شرک کے مرتکب ہوئے یا نہیں ہوئے ؟ اگر ہوئے تو پھر مومن کیسے رہے ؟ اگر وہ مومن تھے، تو پھر ہم مشرک کیوں ہیں ؟ اگر ان کے لیے شرک جائز تھا تو ہمارے لیے کیوں جائز نہیں ؟ (معاذ اللہ) اگر ہمارا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے تو ان سب کا کہنا بھی شرک ہوگا، اگر ان کا شرک نہیں، تو ہمارا بھی شرک نہیں اور اگر ہمیں یا رسول اللہ کہنے پر مشرک کہتے ہو تو ان کو بھی مشرک کہو !

اور اگر وہ بے دھڑک کہہ دیں کہ وہ سب مشرک تھے (معاذ اللہ!) تو مسلمانو خود ہی اندازہ کرلو کہ جس مذہب میں اللہ کے پیارے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک کہ اکابر سب مشرک ٹھہریں، وہ مذہب کتنا برا ہوگا ؟ اور وہ مذہب رسولِ خدا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا کتنا دشمن ہوگا۔ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہے گا وہ خود کافر ہے۔

لہٰذا ایسے مذہب سے بچو، اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو فتنہ پرور لوگوں سے بچائے اور اپنے نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین ؎

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

عام طور پر یہ لوگ چند آیات قرآنی مثلاً :

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ اور وَلَا تَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ وغیرہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو جن کو تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں اور انھیں آیات سے استدلال کرتے ہوئے یہ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ "یا رسول اللہ اور یا غوث" کہنا شرک ہے۔

کاش کہ ! یہ لوگ ان آیات کا غلط مطلب اور باطل مفہوم بیان کرکے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرتے، بلکہ صحیح مطلب بیان کر کے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوتے، مگر ان لوگوں سے اس قسم کی توقعات رکھنا اپنے کو ہلاک فریب کرنا ہے۔ ان آیات کا صحیح مطلب انشاء اللہ یہ خادم اہلِ سُنّت مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی بحث میں ایک الگ رسالہ عنقریب ہدیۂ قارئین کرے گا۔ سر دست نہایت ہی مختصر مگر تحقیقی جواب پیش کرتا ہوں ۔

تحقیق لفظ "الدُّعا"

قرآن کریم میں لفظ " دعا " کہیں پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں ہوا ہے اور کہیں عبادت کے معنیٰ میں۔ پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں جیسے کہ فرمایا :

۱۔ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْ اُخْرٰىکُمْ (قرآن ۴/۷)
اور رسول تمھیں پکارتے ہیں تمہارے پیچھے سے۔

۲۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا۔ (قرآن ۳/۳)
اے ابراہیم پھر پکارو ان پرندوں کو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے۔

۳۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ ۔ (قرآن ۔)
اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

۴۔ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ
میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن ایمان کی طرف بلایا پس جس قدر

اِلَّا فِرَارًا۔ (قرآن ۲۹/۹) مَیں نے ان کو زیادہ بلایا اسی قدر یہ دُور بھاگے۔

۵۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِهِمْ (قرآن) بلاؤان کو ان کے باپوں کے نام کے ساتھ۔

اِن پانچ آیات میں "دعا" پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں آیا ہے اور عبادت کے معنیٰ میں، جیسے کہ فرمایا:

۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (قرآن۔) بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

۲۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآءِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ۔ (قرآن ۲۶/۱) اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو عبادت کرے اللہ کو چھوڑ کر ایسے کی کہ وہ نہ قبول کرے اس کو قیامت تک اور وہ اُن کی عبادت سے بے خبر ہیں اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے اُن کے دشمن اور وہ ہوں گے ان کی عبادت سے منکر۔

۳۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔ (قران) اور بلا شبہ مسجدیں اللہ کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

۴۔ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا۔ (قرآن) اور یہ کہ جب کھڑا ہُوا اللہ کا بندہ کہ اس کی عبادت کرے تو ہونے لگتا ہے اس پر جھرمٹ۔

۵۔ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا۔ (قرآن ۲۹/۱۲) فرما دیجئے مَیں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

اِن پانچ آیات میں "دعا" عبادت کے معنیٰ میں آیا ہے۔ اس قسم کی تمام وہ آیات جن میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے یا اس کو مشرکین کا فعل قرار دیا گیا ہے

وہاں دعا سے مراد عبادت ہے۔ اگر پکارنے والا کسی کو اِلٰہ۔ خدا۔ مالک حقیقی متصرف بالذات سمجھ کر پکارے تو ایسا پکارنا عبادت ہے اور مشرکین عرب مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کو معبود ہی سمجھ کر پکارتے تھے اور اُن کا پکارنا شرک فی العبادت تھا لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان ہرگز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان کو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندے سمجھ کر پکارتا اور ندا کرتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں ہے اگر یہ فرق نہ کیا جائے تو وہ سب کے سب مشرک قرار پائیں گے جنھوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اور اولیاء کبار کو پکارا ہے جن کا مفصل بیان گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے

سوال: آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ۔

بے شک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ عباد کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے؟

جواب: اس آیت کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے پہلے فرمایا:

اَیُشۡرِکُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُ شَیۡئًا وَّھُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ لَھُمۡ نَصۡرًا وَّلَا اَنۡفُسَھُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ وَاِنۡ تَدۡعُوۡھُمۡ اِلَی الۡھُدٰی لَا یَتَّبِعُوۡکُمۡ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ اَدَعَوۡتُمُوۡھُمۡ اَمۡ اَنۡتُمۡ صَامِتُوۡنَ۔ (القرآن)	کیا وہ شریک بناتے ہیں اُسے جس نے کوئی چیز نہیں بنائی اور وہ تو خود بنائے گئے ہیں اور وہ نہیں طاقت رکھتے اُن کی مدد کرنے کی اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انھیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ پیروی کر سکیں گے تمہاری۔ برابر ہے تمہارے لئے خواہ تم ان کو بلاؤ یا تم خاموش رہو۔

اور اس آیت کے بعد میں فرمایا:

اَلَھُمۡ اَرۡجُلٌ یَّمۡشُوۡنَ بِھَآ اَمۡ لَھُمۡ اَیۡدٍ یَّبۡطِشُوۡنَ بِھَآ	کیا اُن کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا اُن کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ

اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ
اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ
ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ
فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۔

وہ پکڑتے ہوں یا کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا کیا اُن کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں (اے نبی آپ) کہہ دیجئے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے مہلت نہ دو ۔

سیاق و سباق کی آیات پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ کی ایسی صفات ہوتی ہیں اور ان کی ایسی شان ہوتی ہے معاذ اللہ! افسوس صد افسوس! بُرا ہو اس تعصب کا کہ یہ بھی بالکل اندھا ہی بنا دیتا ہے ۔

محبوبانِ خدا، انبیاء و اولیاء عظمت و مرتبت تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اُن کی شان میں فرماتا ہے کہ :

فَاِذَآ اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ
الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ
يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ
يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ
يَمْشِيْ بِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّ
لِسَانَهُ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ بِهٖ وَاِنْ
سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ ۔
(بخاری شریف)

پس جب مَیں کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے ۔ اور اگر وہ کچھ مجھ سے مانگے تو مَیں ضرور ضرور اسے عطا کرتا ہوں

تو یہ ہے انبیاء و اولیاء کی شان کہ اُن کا سننا دیکھنا بولنا رب کا سننا دیکھنا بولنا ہے وہ رب نہیں بلکہ ربّ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں ۔ اور مذکورہ آیات میں جو حالت بیان ہوئی ہے وہ بلا شُبہ بُتوں کی ہی حالت ہو سکتی ہے کہ نہ تو کچھ بنا سکیں نہ کسی قسم کی کوئی طاقت رکھیں ۔ اگر ان کو مدد اپنے کی طرف بلایا جا سکے تو قطعاً نہ آ سکیں اور اُن کے سامنے چلّانا اور خاموش رہنا برابر ہو اور ان کے ہاتھ پاؤں اور کان آنکھیں تو ہیں مگر ان میں قوت نہیں کہ نہ تو چل سکیں نہ

نہ کچھ پکڑ سکیں، نہ دیکھ سکیں اور نہ سُن سکیں۔

کاش! دیوبندی حضرات اس آیت کو انبیا و اولیاء پر چسپاں کرنے سے پہلے اپنے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب ہی کی تفسیر دیکھ لیتے چنانچہ عثمانی صاحب انہی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انہیں اعضا کہا جا سکے۔ نہ تمہارے پکارنے پر مصنوعی پاؤں سے چل کر آ سکتے ہیں نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں۔ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ کانوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا بھی پھٹ جائے تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے نہیں اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں تم ان کے سامنے چلّاؤ یا خاموش رہو دونوں حالتیں یکساں ہیں نہ اس سے فائدہ نہ اس سے نفع۔ تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک و مخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درماندہ بلکہ وجود و کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گزری ہوں انہیں خدا بنا لیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں دی جائیں چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نامعلوم وہ کیا آفت تم پر نازل کر دیں وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ الخ (زمر رکوع ۴) اسی کا جواب قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ الخ سے دیا یعنی تم اپنے سب شرکاء کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب منصوبے اور تدبیریں پوری کر لو پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی نہ دو۔ دیکھوں تم میرا کیا بگاڑ سکو گے۔"

لیجئے خود فیصلہ کیجئے بات آپ کی صحیح ہے یا آپ کے شیخ الاسلام کی؟ آپ کے شیخ الاسلام

نے تو فیصلہ کر دیا کہ اس آیت سے مراد بُت ہی ہیں اور آپ اس آیت کو انبیا و اولیاء پر چسپاں کر رہے ہیں ؎

ہوا ہے مدّعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہِ کنعاں کا

اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا کہ بُتوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو انبیاء و اولیاء پر اور کافروں مشرکوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا جائے بلاشبہ سچ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ (اور (قرآن) ظالموں کے لیے خسارے کو زیادہ کرتا ہے۔ نیز آیت میں حاضر و غائب، زندہ و مردہ، دُور و نزدیک، مافوق الاسباب و ماتحت الاسباب کی کوئی قید نہیں بلکہ ہے تو اگر تَدْعُوْنَ کے معنی پکارنے کے لیے جائیں تو جس طرح بھی کوئی کسی کو پکارے جس عقیدے سے پکارے وہ مشرک ہو گا۔ اس لحاظ سے دنیا میں پھر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکے گا سب مشرک قرار پائیں گے معاذ اللہ۔

ماننا پڑے گا کہ تَدْعُوْنَ کے معنیٰ تَعْبُدُوْنَ کے ہیں اور عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ سے مراد وہ بُت اور مورتیاں ہیں جو انسانوں کی مثل بنائی جاتی تھیں اور کفار و مشرک اُن کی پُوجا کرتے اور ان کو معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔

سوال : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا۔ (القرآن)

کیا کافروں کو یہ گمان ہے کہ وہ میرے سوا حمایتی و مددگار بنالیں گے۔ ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کے بندوں کو ولی من دونِ اللہ بنانا کفر و شرک ہے دیکھو امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ عبادی سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہیں۔

جواب : امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کو مراد نہیں لیا بلکہ شیاطین اور اصنام کو بھی مُراد لیا ہے چنانچہ ان کی پوری عبارت یہ ہے فرماتے ہیں :-

فِی الْعِبَادِ اَقْوَالٌ قِیْلَ اَرَادَ عِیْسٰی وَالْمَلٰئِکَۃَ وَقِیْلَ ھُمُ الشَّیَاطِیْنُ یُوَالُوْنَھُمْ وَیُطِیْعُوْنَھُمْ وَقِیْلَ ھِیَ الْاَصْنَامُ سَمَّاھُمْ عِبَادًا اَلْقَوْلُہٗ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ (تفسیر کبیر ص ۵۲۹ ج ۵)

اسی طرح تفسیر مظہری ص ۲۷ ج ۲ میں ہے:

یَعْنِی الْمَلٰئِکَۃَ وَالْمَسِیْحَ وَعُزَیْرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَعْنِی الشَّیَاطِیْنَ الَّذِیْنَ اَطَاعُوْھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَقَالَ مُقَاتِلٌ اَلْاَصْنَامُ سُمِّیَتْ عِبَادًا کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ۔

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ "عِبَادٌ" سے مراد یا تو حضرت عیسٰی و حضرت عزیر علیہم السلام اور ملائکہ ہیں یا شیاطین ہیں کہ کفار اللہ کو چھوڑ کر ان کی اطاعت کرتے تھے۔ یا بُت ہیں اور ان کا نام "عباد" رکھا گیا جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ میں بتوں کو "عباد" فرمایا گیا ہے۔

تو اگر "عبادٌ" سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہوں تو اولیاء فقط ناصرین (مدد کرنے والے) کے معنیٰ میں نہیں ہوگا بلکہ معبودین ناصرین کے معنیٰ میں ماننا پڑے گا کیوں کہ خود قرآن کریم شاہد ہے کہ کفار و مشرکین نے جن کو من دون اللہ اولیاء بنایا تھا وہ ان کو معبود مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے مقابلے میں بنا لیے ہیں معبود وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا نَاصِرًا وَّمَعْبُوْدًا (مظہری ص ۲۴۶ ج ۳)

پس ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کو معبود مان کر اپنا مددگار سمجھتے تھے اور کسی کو معبود مان کر مددگار سمجھنا بلاشبہ شرک ہے لیکن حاشا و کلا کوئی مسلمان کسی نبی و ولی کو معبود سمجھ کر مدد نہیں مانگتا بلکہ ہر مسلمان انبیاء و اولیاء کو اللہ کی مدد کا مظہر سمجھ کر پکارتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ کفّار و مشرکین نے پتھروں کے مجسمے بنائے اور اُن کے نام انبیا و اولیاء کے نام پر رکھے اور ان کی پوجا کی۔ جیسا کہ آج کل عیسائیوں کے گرجوں میں بُت ہوتے ہیں کسی بت کا نام انھوں نے عیسٰی کسی کا نام مریم رکھا ہوا ہے (معاذ اللہ) تو وہ اُن بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان مجسّموں سے کیا تعلق؟ جیسا کہ اگر کوئی خدا کے نام کا بُت بنا لے اور یہ سمجھ لے کہ اس میں اللہ کا جلوہ ہے تو اس بُت کی پوجا کرنے والا ہرگز مسلمان قرار نہ پائے گا بلکہ بلا شبہ مشرک ہوگا کیوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اسی طرح انبیا و ملائکہ نے بھی لوگوں کو ہرگز یہ حکم نہیں دیا کہ ہمارے مجسّمے بنا کر ان کی پوجا کرنا۔ کفار نے تو خود ہی اپنے زعم فاسد سے شیطانی وساوس کا شکار ہو کر ایسا کرنا شروع کر دیا اور مشرک ٹھہرے تو حقیقت میں یہ پوجا بتوں کی ہی ہوئی انبیا و ملائکہ کی نہ ہوئی۔ انبیا و ملائکہ اس سے بالکل بری الذّمہ ہیں۔ اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا:

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ	بے شک (اے مشرکو) تم اور جن کی تم عبادت
اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ (قرآن)	کرتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندھن ہیں

ماننا پڑے گا کہ "عباد من دون اللہ" سے مراد بُت ہی ہیں جن کی مشرکین عبادت کرتے تھے اگر عباد من دون اللہ سے مراد انبیا اولیاء کو لیا جائے تو پھر وہ معاذ اللہ جہنّم کا ایندھن قرار پائیں گے۔ اور وہ یقیناً جہنّم کا ایندھن نہیں ہیں بلکہ قطعی جنتی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ "عباد من دون اللہ" سے مراد بُت ہی ہیں اور وہ بُت اور اُن کے پجاری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ نیز فرمایا۔ قَالُوْا وَھُمْ فِیْھَا یَخْتَصِمُوْنَ تَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۹/۹ چنانچہ ان آیات کی تفسیر بھی اپنے شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی سے سن لیجئے فرماتے ہیں:

یعنی بُت اور بُت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔ ایک

دوسرے کو الزام دے گا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنھیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا گیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا۔

اور رہا اصنام یعنی بتوں پر عباد کا اطلاق تو وہ بایں معنیٰ ہے کہ اصنام بھی مثل عباد مملوکہ مسخرہ ہیں۔

جو لوگ انبیاء و اولیاء کی ندا کو "دعا من دون اللہ" میں داخل کر کے اس سے منع کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی بناء پر یہ بھی نہیں جانتے کہ اگر انبیاء و اولیاء کی ندا کو دعا من دون اللہ میں داخل کیا تو پھر حضرات انبیاء و اولیاء کو معاذ اللہ باطل کہنا اور ماننا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ	یہ اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ وہ حق
مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ	اور بے شک وہ جس کو یہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ باطل تھے۔

پس کیا فرماتے ہیں علمائے وہابیہ۔ دیوبندیہ۔ وغیرہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ حق ہیں یا باطل؟ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اَللّٰهُ حَقٌّ وَّ الرَّسُوْلُ حَقٌّ وَّ الْوَلِیُّ حَقٌّ وَ شَفَاعَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْاَوْلِيَآءِ حَقٌّ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

"دعا" اور "عبادت" میں تغایر ہے یا اتحاد و عینیت ہے؟

عبادت اور دعا کے مفہوم میں من وجہ تغایر ہے اور من وجہ اتحاد۔ یعنی ان دونوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔ بعض وہ افعال ہیں جہاں عبادت صادق آتی ہے مگر دعا نہیں اور بعض وہ صورتیں ہیں جہاں دعا صادق آتی ہے مگر عبادت نہیں اور بعض امور پر دعا اور عبادت دونوں کا اطلاق صحیح ہے۔ ایک مادہ اجتماعی ہے اور دو افتراقی اجتماعی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا کرنا۔ دعا بھی ہے اور عبادت بھی۔ اور افتراقی نمبر (۱) جیسے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بغیر معبود سمجھنے کے پکارنا دعا ہے عبادت نہیں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّنَہَارًا۔

افتراقی (۲) جیسے اللہ تعالیٰ کے لیے رکوع و سجود و قیام کرنا عبادت ہے، دُعا نہیں۔

سوال: صحیح حدیث میں ہے الدّعاء ھُوَ العِبادۃ جس کا صریح ہے کہ پکارنا عبادت ہے۔

جواب: الدُّعا میں لام تعریف سے کون سا لام مراد ہے؟ عہد خارجی۔ جنسی یا استغراقی؟ اگر استغراقی ہے تو ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔

اور عہد خارجی یا جنسی ہے تو تقریب تام نہیں کما لا یخفیٰ

بالفاظ دیگر اگر الدّعاء ھُوَ العِبادۃ کا یہ مفہوم ہے کہ ہر پکارنا عبادت ہے تو اس ایجاب کلی کے دعوے پر کیا ثبوت ہے ایجاب کلی کی صورت میں تو خود مخالف بھی شرک سے نہیں بچ سکتا اور اگر الدّعاء ھُوَ العِبادۃ موجبہ جزئیہ ہے تو ہمیں کوئی مضر نہیں ہم تو پہلے تصریح کر چکے

ہیں کہ دعا اور عبادت میں من وجہ اتحاد ہے، مگر بعض الدعاء کے عبادت ہونے سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال : اگر دعا اور عبادت کے مفہوم میں مغایرت ہے تو عبادت کا عمل دعا پر کیسے صحیح ہے؟

جواب : یہ اعتراض بالکل کم علمی سے ناشی ہے ورنہ منطق کا ادنیٰ مُبتدی بھی جانتا ہے کہ اَلْحَمْلُ فِیْ اِصْطِلَاحِھِمْ اِتِّحَادُ الْمُتَغَایِرَیْنِ فِی الْمَفْھُوْمِ بِحَسْبِ الْوُجُوْدِ۔ یعنی حمل، اصطلاح مناطقہ میں ایسی دو چیزوں کو بحسب الوجود متحد کرنا جو کہ مفہوم میں ایک دوسرے کے متغائر ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فضیلت و شان علمی و عملی مخالفین کے ہاں مسلّم ہے اور جگہ جگہ اُن کا سہارا لیتے ہیں، اس نازک مرحلہ میں انہوں نے بھی اُن کا ساتھ چھوڑ دیا وہ فرماتے ہیں:۔

وَلَیْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَۃُ (گل دستۂ توحید)

؎ باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

لطیفہ! اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک دعا اور عبادت میں عینیت ہے تو اُنھیں چاہئے کہ کبھی اس پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھائیں تب پتہ چلے! بالعموم ان کے جلسے تو ہوتے ہی ہیں کبھی کبھی اپنے اشتہارات میں یوں لکھا کریں۔ اسمائے گرامی حضرات مدعوین یعنی معبودین فلاں فلاں اور نیچے الداعی کی جگہ اَلْعَابِدُ لکھ دیا کریں، اگر عملی ثبوت دیں تو لوگوں کو پورا یقین و اعتماد حاصل ہو جائے کہ آپ لوگ دعا اور عبادت میں عینیّت کے قائل ہیں ورنہ سچے مُسلمانوں کو گمراہ کرنا چھوڑ دیں۔

الحمدللہ! اس خادمِ اہلِ سنّت نے "الدّعا" اور "عباد من دون اللہ" کے متعلق مختصر مگر نہایت تحقیقی بحث ہدیۂ قارئین کی ہے۔ عدل و انصاف کی نظر سے دیکھنے والے طالبِ حق کے لیے انشاء اللہ یہ کافی و وافی ثابت ہو گی۔

کاش کہ ہمارے مخالفین بھی تعصب، ضد اور عناد کو چھوڑ کر از راہِ عدل و انصاف اس میں غور و فکر فرمائیں اور حق بات کو تسلیم کرلیں اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا باعث بنیں

جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔

جو لوگ آیاتِ قرآنی کا مطلب و مفہوم غلط بیان کرتے رہتے ہیں وہ ایک طرف تو امت میں اختلاف و افتراق کا باعث بنتے ہیں اور دوسری طرف آخرت میں عذابِ الٰہی کے مستحق بنتے ہیں۔

آخر میں یہ خادمِ اہلِ سنت اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ صحابۂ کرام تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ۔ اولیا رضی اللہ عنہم اور تمام اہلِ سنت درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے اور ندائے یا رسول اللہ کرتے چلے آئے ہیں اور یہی حق ہے ؂

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

آج کل کے نت نئے فتنوں، فرقوں اور گمراہ کن عقیدوں سے بچیں اور صلحائے امت بزرگانِ دین کے طریق پر قائم رہیں کہ اسی میں سلامتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو مذہبِ مہذب اہلِ سنت و جماعت پر قائم و دائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔

آمین ثم آمین

خادمِ اہلِ سنت

محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ

کراچی